اردو ترجمہ
مع اضافات جدیدہ

مِن اطیب المنح فی علم المصطلح

جمع وتالیف
الشیخ عبدالکریم المراد
الشیخ عبدالمحسن العباد

ترجمہ
الاستاذ خاور رشید بٹ مدظلہ العالی

اضافات جدیدہ
مولانا محمد شکیل عاصم حفظہ اللہ تعالی

نظرثانی وتصحیح
ابوسفیان میر محمدی حفظہ اللہ تعالی

دار الکتب السلفیہ
DARUL-KUTUB-AL-SALAFIYYAH

اردو ترجمہ
مع اضافاتِ جدیدہ

مِن اَطیَبِ المِنَح فِي عِلمِ المُصطَلَح

جمع وتالیف
الشیخ عبدالکریم المراد — الشیخ عبدالمحسن العباد

ترجمہ
الاستاذ خاور رشید بٹ مدظلہ العالی

اضافات جدیدہ
مولانا محمد شکیل عاصم حفظہ اللہ تعالیٰ

نظر ثانی وتصحیح
حافظ ابوسفیان میر محمدی حفظہ اللہ تعالیٰ

ناشر:
دار الکتب السلفیۃ
+92 42 373 61 505, +92 372 44 404
+92 333 43 34 804, +92 324 43 36 123
بادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پوسٹ کوڈ:54000

نام کتاب: مِنْ أطيب المنح فی علم المصطلح

ترجمہ : الاستاذ خاور رشید بٹ مدظلہ العالی

باہتمام : ہناد شاکر

اشاعت : جون 2015ء

ناشر: دار الکتب السلفیہ
+92 42 373 61 505, +92 372 44 404
+92 333 43 34 804, +92 324 43 36 123
بادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور پوسٹ کوڈ:54000

dk.salafiyyah@gmail.com

فہرست

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت دین اسلام ہے اور اس کے پیروکار دونوں جہانوں میں کامیاب وکامران ہوتے ہیں۔

اس سے فیض یاب ہونے کے دو ہی راستے ہیں؛ قرآن مجید کا لزوم اور احادیث مصطفی ﷺ کا تمسک۔ یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو دوسرے سے الگ کر کے انسان دین کا فہم حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی ہدایت پا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی حفاظت کا بندوبست فرمایا ہے۔ حفاظت قرآن کی تو سمجھ آتی ہے کہ سورۃ الحجر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری میرے اوپر ہے۔ لیکن احادیث رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کیسے فرمائی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال اور اخبار واحوال کی حفاظت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ محدثین رحمہم اللہ کے ذریعے سے فرمائی۔ اگر کسی نے نبی کائنات ﷺ کے متعلق کوئی ایسی بات کہی جو آپ نے نہیں فرمائی انہوں نے اس کا رد کیا اور اس کا سد باب کیا، نشان دہی کی اور اصول بنائے۔

قواعد وضوابط وضع کیے تاکہ تا قیامت حفاظت حدیث کا کردار پیش کیا جا سکے۔ اسی کے پیش نظر اصول حدیث کی اصطلاحات وقوع پذیر ہوئیں۔

جس طرح گرائمر کے بغیر عربی کو سمجھنا ناممکن ہے ایسے ہی حدیث میں مہارت تامہ، اصول

حدیث میں دسترس رکھنے کے بغیر ناممکن ہے۔

اصولِ حدیث پر بہت سی کتب لکھی گئی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ مختصر، جامع اور آسان کتاب ''اطیب المنح'' ہی ہے۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے مدارس میں شاملِ نصاب ہے۔ اس سے عام آدمی عربی میں ہونے کی وجہ سے مستفید نہ ہو سکتا تھا اسی لیے اس کو اردو میں ڈھالا گیا ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ پہلے بھی مارکیٹ میں دستیاب ہے لیکن اس کتاب میں کچھ خصوصیات ہیں، وہ ہم آخر میں ذکر کریں گے۔

اس کا ترجمہ الشیخ استاذی محترم مولانا خاور رشید بٹ حفظہ اللہ (مدرس دار العلوم المحمدیہ، لاہور) نے کیا اور مشقی سوالات محترم جناب مولانا شکیل عاصم حفظہ اللہ نے لکھے اور راقم نے تصحیح وتنقیح کا کام سرانجام دیا ہے۔ واضح رہے کہ اس کتاب میں چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

1...... کتاب کی عربی عبارت کو مدنظر رکھتے ہوئے لفظی و بامحاورہ ترجمہ کا التزام کیا گیا ہے۔

2...... ہر بحث سے پہلے مفردات باب کے نام سے مشکل الفاظ کے معانی وصیغہ حل کیا گیا ہے تاکہ قاری کو بات سمجھنے میں آسانی ہو۔

3...... طلباء کے لیے مشقی سوالات مختلف انداز میں دیئے گئے ہیں۔

4...... اس کتاب میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں پڑھانے والے (استاذ) کے لیے بڑی راہنمائی ملے گی۔ ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ سے استدعا ہے کہ اس کے ناشر (بھائی ہناد شاکر) بانی ادارہ اور جملہ معاونین کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے، اسے شرف قبولیت سے نوازے اور اس کو پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لیے فائدہ مند بنائے۔ آمین یا رب العالمین.

اخوکم فی الدین

حافظ ابوسفیان میر محمدی

0305-4070381

مقدمہ

علم مصطلح کی تاریخ اور اس کا ارتقاء

مفرداتِ باب

نشاتہ:...... باب نشأ بروزن فتح سے اسم مصدر ہے بمعنی پیدائش، ارتقا، نمو، نشو ونما ہفت اقسام سے مہموز اللام۔

دُوِّنَتْ :...... دوّن بروزن تفعیل بمعنی مدون کرنا اور لکھنا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

غُصُون:...... اسے غین اور ضاد کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ یہ غَصَنٌ کی جمع ہے جو کہ باب غَصِنَ بروزن علم سے مصدر ہے بمعنی دوران، اثناء ہفت اقسام سے صحیح۔

نزیل :...... باب نزل بروزن ضرب سے صفت مشبہ کا وزن ہے بمعنی مہمان، وطنی بھائی، رہائشی شریک، اس کی جمع نُزَلاء آتی ہے ہفت اقسام سے صحیح۔

شتات: ...... باب شَتَّ بروزن ضرب سے منتشر ہونا ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

هذا اسم اشارہ: اسی طرح کئی عبارتوں کے شروع میں آتا ہے اس وقت یہ لفظ "خُذ" کا مفعول بہ ہوتا ہے یعنی عبارت ایسے ہوئی "خُذ هذا" مطلب ہے آگے آنے والی بات کو تھام لے اور مضبوطی سے پکڑ لے۔

علوم اسلامیہ کی تدوین ہوئی تو علم مصطلح الحدیث اور اس کے اصول بھی مدون کیے گئے۔ البتہ یہ تدوین متفرق اقسام پر مشتمل علمی کتابوں میں تھی۔ جیسا کہ الرسالہ اور الام ہیں۔ یہ دونوں کتب امام شافعی رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ ہیں۔ اسی طرح صحیح مسلم کا مقدمہ اور جامع ترمذی کا آخر۔

پس جب چوتھی صدی ہجری ہوئی اس میں علوم وفنون پروان چڑھے اور اصطلاحات

قائم ہوگئیں تو (سب سے پہلے) قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد رامہرمزی المتوفی (۳۶۰ھ) نے فن مصطلح کو اپنی کتاب (المحدث الفاصل بین الراوی والواعی) میں الگ طور پر ابتدائی حالت میں لکھا ہے۔

پھر علماء نے اس فن میں وسعت پیدا کی چنانچہ ابو عبداللہ الحاکم نیشاپوری المتوفی (۴۰۵ھ) آئے اور انہوں نے اس علم میں کتاب "معرفة علوم الحديث" لکھی لیکن نہ تو اسے اچھی طرح مرتب کر سکے اور نہ ہی احاطہ کر سکے۔

پھر ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی المتوفی (۴۳۰ھ) آئے انہوں نے امام حاکم کی کتاب پر بطور استخراج کام کیا اور کئی چیزیں بعد والوں کے لیے چھوڑ دیں۔ پھر خطیب ابوبکر احمد بن علی بغدادی رحمہ اللہ المتوفی (۴۶۳ھ) آئے انہوں نے روایت کے قوانین میں "الکفایہ" اور اس کے آداب میں "الجامع لاداب الشيخ والسامع" تصنیف کی۔ نیز انہوں نے حدیث کے اکثر فنون میں الگ الگ کتابیں لکھیں لہٰذا ان کے بعد آنے والا ان کی کتب کا محتاج ہوگیا۔ جیسا کہ حافظ ابوبکر بن نقطہ رحمہ اللہ نے فرمایا۔

پھر قاضی عیاض رحمہ اللہ المتوفی (۵۴۴ھ) آئے۔ انہوں نے اس فن میں "الالماع في ضبط الرواية وتقييد السماع" نامی کتاب جمع کی۔ پھر ابو حفص عمر المیانجی المتوفی (۵۸۰ھ) نے ایک رسالہ مرتب کیا جس کا نام "ما لا يسع المحدث جهله" رکھا۔

ان کے اور دیگر ائمہ کے بعد حافظ ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن المعروف ابن الصلاح دمشقی المتوفی (۶۴۳ھ) آئے چنانچہ جب یہ مدرسہ اشرفیہ المعروف دارالحدیث میں تدریس حدیث پر فائز ہوئے تو انہوں نے اپنی کتاب "علوم الحديث" لکھی جو کہ مقدمہ ابن الصلاح کے نام سے مشہور ہے۔

انہوں نے علم مصطلح کے فنون کی تہذیب کی اور آہستہ آہستہ املاء کروائی۔ خطیب بغدادی کی متفرق کتب کو اہمیت و توجہ دی اور بکھرے ہوئے مقاصد کو جمع کیا۔ نیز دیگر کتابوں میں سے بھی بعض عمدہ فوائد اس میں ملا دیے۔ لہٰذا ان کی کتاب میں وہ کچھ اکٹھا ہوگیا جو دیگر کتابوں میں متفرق تھا۔ اسی لیے علماء نے اس کتاب پر توجہ دی اور انہی کے طریقے پر چلے

چنانچہ ان میں سے کسی نے اس کا اختصار لکھا جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے ارشاد طلاب الحقائق میں لکھا ہے اور بلقینی نے محاسن الاصطلاح میں کیا۔

ان میں سے کسی نے اشعار میں لکھا جیسا کہ حافظ عراقی نے اپنی کتاب "الفیة الحدیث" میں کیا۔ بعض نے اس پر استدراک کیا اور کسی نے اس کے مخالف کتابیں لکھیں۔

هذا من انفع الكتب:

اس بات کو مضبوطی سے تھامنا کہ اس فن کی مختصر کتابوں میں سب سے زیادہ نفع بخش حافظ ابن حجر المتوفی (۸۵۲ھ) کی کتاب "نخبة الفكر فی مصطلح الاثر" ہے۔

لوگوں کی کثیر تعداد نے اس کی شروحات لکھیں ان میں حافظ ابن حجر بذات خود شامل ہیں۔ ان کے صاحبزادے محمد بن احمد بن حجر، عبدالرؤف مناوی اور محمد بن صادق بن عبدالہادی سندی بھی شرح لکھنے والوں میں سے ہیں۔

اسی طرح ایک جماعت نے نخبۃ الفکر کو نظم میں تحریر کیا۔ ان میں سے ایک شہاب الدین احمد طوفی المتوفی (۸۸۳ھ) اور دوسرے محمد بن اسماعیل امیر صنعانی المتوفی (۱۱۸۳ھ) ہیں۔

مختصر کتب میں سب سے زیادہ اختصار والی "المنظومة البيقونية" ہے جو شیخ عمر بن محمد بن فتوح البیقونی الدمشقی کی تحریر کردہ ہے۔ اس کی شرح لکھنے والوں میں نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ المتوفی (۱۳۰۷ھ) ہیں اور اس کا نام "العرجون فی شرح البیقون" رکھا۔ اس فن میں لکھی گئی دیگر کتب میں حسب ذیل بھی شامل ہیں۔

۱۔ تدريب الراوی فی شرح تقريب النواوی از علامه سيوطی .

۲۔ فتح المغيث شرح الالفيه از سخاوی .

۳۔ توضيح الافكار شرح تنقيح الانظار از صنعانی .

٤۔ قواعد التحديث از علامه جمال الدين قاسمی .

٥۔ توجيه النظر از جرائری .

اللہ تعالیٰ تمام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

مصطلح الحدیث، اس کا موضوع اور ثمرہ

مفرداتِ باب

خَلَقی اور خُلقی وصف:...... خَلقی وصف سے آپ کی تخلیقی صفات مراد ہیں، آپ کے ہاتھوں کا نرم ہونا وغیرہ۔ اور خُـلـقی وصف سے مراد آپ کی اخلاقی صفات یعنی اچھا بولنا، حسن خلق، نرم مزاجی وغیرہ وغیرہ۔

مـرادف: ...... باب رَادَفَ بروزن مفاعلہ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، اس کا مطلب ہم مثل اور ہم معنی ہونا ہے ہفت اقسام سے صحیح۔

متبـاینان: ...... باب تفاعل سے تثنیہ مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی ایک دوسرے کے مخالف ہونا ہفت اقسام سے اجوف یائی۔

عـمـوم و خصوص مطلق: ...... یہ منطقی اصطلاح ہے جس کا مفہوم ہوتا ہے کہ ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے جب کہ دوسری پہلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے بلکہ کچھ پر آئے۔ مثلاً انسان اور حیوان ہے ہر انسان پر حیوان تو صادق آتا ہے لیکن ہر حیوان کو انسان نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس کے تحت گھوڑا، گدھا وغیرہ بھی آتے ہیں۔ اسی طرح یہاں ہے ہر حدیث کو خبر تو کہہ سکتے ہیں لیکن ہر خبر کو حدیث نہیں کہہ سکتے۔

☆☆......☆☆

تعریف:

چند اصول و قواعد کو جاننا کہ جن کے ذریعے سند اور متن کے احوال مقبول اور مردود ہونے کی حیثیت سے معلوم ہوں۔

موضوع:

سند اور متن مقبول اور مردود ہونے کے اعتبار سے۔

غرض وغایت اور ثمرہ:

صحیح احادیث کو ضعیف روایات سے الگ کرنا۔

حدیث، خبر، اثر اور دیگر اصطلاحات

مفرداتِ باب

متعبد: ...... واحد مذکر اسم مفعول باب تعبد بروزن تفعل بمعنی عبادت کا قصد وارادہ کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح۔

☆☆..........☆☆

الحدیث:

لغوی معنی جدید (نیا) ہے اس کی جمع خلاف قیاس احادیث لائی جاتی ہے۔

اصطلاحی طور پر وہ چیز جس کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف کی گئی ہو، اس کا تعلق قول سے ہو، فعل سے یا تقریر سے یا وہ خَلقی وصف ہو یا خُلقی۔

الخبر:

لغوی لحاظ سے "النبأ" خبر دینے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی اعتبار سے (تین معانی ہیں) حدیث کے ہم معنی قرار دی گئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دونوں متضاد (ایک دوسرے کے برعکس) ہیں چنانچہ حدیث وہ ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہو جبکہ خبر وہ ہے جو غیر نبی سے منقول ہو۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان دونوں میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ لہٰذا حدیث وہ ہے جو رسول اکرم ﷺ سے مروی ہو جبکہ خبر وہ ہے جو نبی اور غیر نبی سے منقول ہو۔

الاثر:

لغوی اعتبار سے کسی چیز کے بقیہ کو کہتے ہیں اور اصطلاحی اعتبار سے وہ اقوال وافعال جو صحابہ اور تابعین سے روایت کیے گئے ہوں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اثر اور حدیث ہم معنی ہیں۔

الحدیث القدسی:

وہ حدیث جو نبی ﷺ سے اس طرح منقول ہو کہ آپ ﷺ نے اس کی نسبت اللہ رب العزت کی طرف کی ہو۔

حدیث قدسی اور قرآن میں فرق:

یہ ہے کہ قرآن مجید اپنے لفظ میں معجز (عاجز کر دینے والا) ہے، اس کی تلاوت سے عبادت کا قصد کیا گیا ہے اور اس کے ثبوت میں تواتر کی شرط لگائی گئی ہے۔

جبکہ حدیث قدسی اعجاز کی (عاجز کر دینے والی) صفت سے متصف نہیں، نہ ہی اس کی تلاوت سے عبادت کا قصد کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کے ثبوت میں تواتر کو شرط قرار دیا گیا ہے۔

احادیث قدسیہ کی تعداد سو سے زائد ہے ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کی وہ نبی ﷺ سے حدیث لیتے ہیں جو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا ہے اور میں نے اسے تمہارے مابین بھی حرام قرار دیا ہے لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ (الحدیث)

حدیث قدسی کو روایت کرنے کے دو صیغے:

۱۔ ((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهِ عزو جل))

"نبی ﷺ نے وہ بات بیان کی جو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کی۔"

۲۔ ((قَالَ اللّٰهُ تعالىٰ فِيْمَا رَوَاهُ عَنْهُ رَسُوْلُهُ ﷺ))

"اللہ تعالیٰ نے وہ بات فرمائی جو اس کے رسول ﷺ نے روایت کی۔"

سند

مفردات

الـمُـو صِلَةُ: ......واحد مؤنث اسم فاعل باب او صل بروزن افعال بمعنی پہنچانا اور لے جانا ہفت اقسام سے مثال واوی۔

☆☆..........☆☆

سند:

نون کے فتحہ کے ساتھ تلفظ ہے، لغوی اعتبار سے معنی ہے جس پر اعتماد کیا گیا ہو۔
اصطلاحی لحاظ سے آدمیوں کا وہ سلسلہ جو متن تک لے جائے۔

المتن:

تاء کے سکون کے ساتھ، لغت میں زمین کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو سخت اور بلند ہو۔
اصطلاحی اعتبار سے کلام کا وہ حصہ جہاں سند کا اختتام ہو۔ اسے متن کا نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ سند بیان کرنے والا حدیث کی سند سے اسے قوت بخشا اور اس کے قائل کی طرف بلند کرتا ہے۔

الاسناد:

اس کے دو معانی ہیں:

۱۔ حدیث کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرنا دراں حالیکہ سند بیان کی گئی ہو۔

۲۔ راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک لے جائے۔ اس بنیاد پر یہ سند کا ہم معنی ہوگا۔

المسند

مفردات باب

مرویات: ......جمع مؤنث اسم مفعول باب روی بروزن رمیٰ (ضرب) ہفت اقسام سے لفیف مقرون۔

درایت: ......دریٰ بروزن رمیٰ ضَرَبَ سے اسم مصدر ہے بمعنی جاننا، علم رکھنا ہفت اقسام سے ناقص یائی۔

☆☆..........☆☆

المسنَد:

نون کے فتحہ کے ساتھ، اس کے دو معانی ہیں:

ا۔ ہر وہ کتاب جس میں ایک صحابی یا زیادہ کی روایات علیحدہ علیحدہ جمع کی گئی ہوں۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبل کی المسند ہے۔ اسی طرح محمد بن ابراہیم طرسوسی کی مسند عبداللہ بن عمر ہے۔

۲۔ وہ مرفوع حدیث جو سند کے لحاظ سے متصل ہو۔

المسنِد:

نون کے کسرہ کے ساتھ، وہ انسان جو حدیث کو اس کی سند کے ساتھ روایت کرے، برابر ہے کہ اس کے پاس اس کے متعلق علم ہو یا اُس کے پاس محض روایت کرنے کے علاوہ کچھ نہ ہو۔

المحدِّث:

وہ انسان محدث کہلاتا ہے جو علم حدیث کے ساتھ روایت اور درایت کے لحاظ سے

مشغول ہو اور اکثر احادیث اور ان کے رواۃ کے حالات پر مطلع ہو۔

الحافظ:

اکثر محدثین کے نزدیک یہ محدث کے ہم معنی ہے، کہا گیا ہے کہ حافظ درجہ کے اعتبار سے محدث سے بلند ہوتا ہے وہ اس طرح کہ حافظ ہر طبقہ کے (رواۃ و روایات کے) ایسے اکثر احوال پر مطلع ہوتا ہے جن سے محدث لاعلم ہوتا ہے۔

خبر کی متواتر اور آحاد کی طرف تقسیم

ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے خبر کی تقسیم متواتر اور آحاد کی طرف ہوتی ہے۔

خبر متواتر:

یہ لفظ تواتر سے لیا گیا ہے جو کہ پے در پے اور لگاتار کو کہتے ہیں، اصطلاحی لحاظ سے وہ حدیث ہے جسے اتنی کثیر تعداد بیان کرے کہ عادتاً ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

خبر متواتر کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں: لفظی اور معنوی۔

متواتر لفظی

مفرداتِ باب

مأخوذ: ......واحد مذکر اسم مفعول باب اخذ بروزن نصر بمعنی پکڑنا، لہٰذا ہفت اقسام سے مہموز الفاء۔

متواتر: ......واحد مذکر اسم فاعل باب تواتر بروزن تفاعل ہفت اقسام سے مثال واوی۔

تواطؤھم: ...... باب تفاعل سے مصدر ہے بمعنی مجتمع اور اکٹھا ہونا ہفت اقسام سے مثال واوی اور مہموز اللام۔

نَیِّف: ......نون مفتوح اور یاء مشدد مکسور کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، دہائی پر ایک سے تین تک زائد عدد پر بولا جاتا ہے۔

علم نظری: ......وہ علم ہے جو غور وفکر اور تحقیق وجستجو پر موقوف ہو۔

☆☆............☆☆

متواتر لفظی:

وہ روایت ہے جس کے الفاظ اور معنی دونوں متواتر ہوں۔ اس کی مثال یہ حدیث ہے "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" "نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے" اسے ستر سے زائد صحابہ نے بیان کیا ہے۔

متواتر معنوی:

وہ ہے جس کا معنی متواتر ہو، نا کہ الفاظ۔ اس کی مثالیں کثیر تعداد میں ہیں ان میں سے ایک حدیث موزوں پر مسح کرنے کی جبکہ دوسری عذاب قبر والی ہے۔

متواتر کی شروط:

متواتر کی چار شرطیں ہیں:

۱۔ کثیر تعداد اسے بیان کرے۔

۲۔ رواۃ کی یہ تعداد سند کے تمام طبقات میں پائی جائے۔

۳۔ ان سب کا جھوٹ پر متفق اور مجتمع ہونا عادتاً محال ہو۔

۴۔ ان کی خبر کا اعتماد حس پر ہو (یعنی کہیں ہم نے سنا ہم نے دیکھا وغیرہ)۔

اس بات کو مضبوطی سے لینا۔ معتبر بات یہی ہے کہ خبر متواتر علم ضروری (علم یقینی) کا فائدہ دیتی ہے۔

علم ضروری وہ علم ہے جس کی طرف انسان اس طرح مجبور ہو کہ اسے رد نہ کر سکے (مثلاً آنکھوں دیکھا حال)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ خبر متواتر صرف علم نظری کا ہی فائدہ دیتی ہے لیکن اس موقف کی کوئی وقعت نہیں کیونکہ تواتر کے ذریعہ اس انسان کو بھی علم حاصل ہو جاتا ہے جس میں نظر کی اہلیت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ عام آدمی ہے۔

اخبار الآحاد

مفرداتِ باب

لـم تتفر: ...... واحد مؤنث غائب فعل جحد مجہول باب تـو فر بروزن تفعل بمعنی کسی چیز کا موجود ہونا ہفت اقسام سے مثال واوی۔

☆☆..........☆☆

الآحاد:

یہ اَحَدٌ کی جمع ہے بمعنی واحد بمعنیٰ ایک، خبر واحد لغوی اعتبار سے اس حدیث کو کہتے ہیں جسے ایک شخص بیان کرے اور اصطلاحی لحاظ سے وہ حدیث ہے جس میں متواتر کی شروط نہ ہوں۔ یہ ظن کا فائدہ دیتی ہے۔

لیکن یاد رکھیں خبر واحد پر عمل کرنا قطعی اور یقینی طور پر متعین ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا: اکیلے عادل راوی کی روایت اپنے ہم مثل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک علم اور عمل دونوں کو لازم کرتی ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر واحد کے تمام راوی عادل ہوں تو اس سے علم یقینی اور عمل دونوں کا فائدہ حاصل ہوتا ہے)۔

خبر احاد کی تقسیم

مفردات باب

الالسنة: ......لسان کی جمع ہے بمعنی زبان۔

العجلة: ......عین اور جیم کے فتحہ کے ساتھ ہے بمعنی جلد بازی ہے۔اسم مصدر باب عجل بروزن علم ہے ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الشیطان: ......باب نصر سے اسم مصدر ہے بمعنی گمراہ کن، شریر اور خبیث روح۔

☆☆..........☆☆

خبر واحد کی تین اقسام ہیں: مشہور، عزیز اور غریب۔

خبر مشہور:

لغوی اعتبار سے وہ بات ہے جو زبانوں پر مشہور ہو جائے خواہ حقیقت میں وہ جھوٹ ہی ہو، جیسا کہ روایت ہے کہ: ''وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے'' یا جس طرح یہ حدیث کہ: ''تمہارے روزے کا دن تمہاری قربانی کا دن ہے (یعنی جس دن پہلا روزہ ہوگا اسی دن عیدالاضحیٰ کا پہلا دن آئے گا)۔

اصطلاحی لحاظ سے وہ روایت ہے جسے تین یا زیادہ راوی جو حدِ تواتر کو نہیں پہنچتے بیان کریں۔ اسے مشہور اس کی شہرت اور پھیلاؤ کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

اصول حدیث کے بعض ماہرین نے اسے مستفیض کا نام بھی دیا ہے۔کہا گیا ہے کہ مستفیض زیادہ خاص ہے مشہور سے کیونکہ اس (مستفیض) میں سند کی دونوں اطراف کا تعداد کے اندر برابر ہونا شرط قرار دیا گیا ہے۔

اس کی مثالوں میں سے حدیث:"مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ" ہے۔جس نے بھلائی کے کام پر کسی کی راہنمائی کی تو اس کے لیے اس نیکی کرنے والے کی مثل اجر ہے۔(مسلم)

اسی طرح حدیث:"اَلْعَجَلَةُ مِنَ الشَّیْطَانِ" ہے۔جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔

خبر عزیز

جسے دو راوی بیان کریں خواہ ایک طبقہ میں ہی ہوں۔ اس کی مثال بخاری و مسلم کی روایت ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نیز امام بخاری نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ" تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کو اس کے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اسے عزیز کا نام یا تو اس کی قوت کی وجہ سے دیا گیا ہے کہ یہ دوسری سند سے بھی آتی ہے یا اس کی قلت اور ندرت کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا ہے۔

باب عَزَّ يَعِزُّ عِزًّا وَعِزَّةً فعل مضارع اور ان دونوں مصادر کا عین مکسور ہوگا۔ وعَزَارَةً سے یہ ماخوذ ہے۔ وہ چیز عزیز ہوگئی اور اتنی کم ہوگئی کہ قریب ہے کہ پائی نہ جائے (عزیز روایت مشہور اور غریب کی نسبت کم پائی جاتی ہے)

وجہ تسمیہ بیان کرنے والوں میں سے کسی نے پہلا معنی ملحوظ رکھا ہے اور کسی نے دوسرا۔ اس بات کو مضبوطی سے تھامنا کہ جمہور کے ہاں حدیث کے صحیح ہونے میں اس کا عزیز ہونا شرط نہیں۔ یہ نظریہ اس شخص کے خلاف ہے جو اسے شرط خیال کرتا ہے۔ مثلاً ابو علی جبائی، ابن العربی اور حاکم۔ امام صنعانی نے نظم النخبۃ میں شعر کہا ہے:

ولیس شرطاً للصحیح فاعلم
وقیل شرطٌ وھو قول الحاکم

عزیز ہونا صحیح کے لیے شرط نہیں جان لے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ شرط ہے یہ قول حاکم کا ہے۔

خبر غریب:

اسے فرد کا نام بھی دیا گیا ہے۔ خبر غریب وہ ہے جسے ایک راوی بیان کرے۔ اس کی مثال حدیث: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" ہے۔ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اسے بیان کرنے میں یحییٰ بن سعید انصاری منفرد ہے محمد بن ابراہیم تیمی سے اور وہ علقمہ سے وقاص لیثی سے اور وہ عمر بن خطاب سے منفرد ہے۔ یحییٰ بن سعید انصاری سے بہت زیادہ خلقت نے اسے روایت کیا ہے۔

خبر غریب کی تقسیم

مفرداتِ باب

ولاء: ...... واؤ کے فتحہ کے ساتھ، وہ رشتۂ وراثت ہے جو آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والے غلام کے مابین قائم ہوتا ہے۔ محبت، دوستی، نزدیکی اور قربت وغیرہ۔ اس جگہ پہلا معنی مراد ہے۔

مظانّہ: ...... ظَنَّ بروزن مَدَّ (نصر) سے ظرف کا صیغہ ہے اس کی واحد مَظَنٌّ ہے بمعنی وہ جگہ جہاں کسی چیز کے پائے جانے کا اندیشہ اور گمان ہو ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆............☆☆

مطلق اور نسبی کی طرف غریب کی تقسیم ہوتی ہے۔

غریب مطلق:

اس کا نام فرد مطلق بھی رکھا گیا ہے اس حدیث کو غریب مطلق کہتے ہیں۔ جس کی اصل سند میں تفرد اور غرابت واقع ہو۔ اصل سند سے مراد صحابی والی طرف ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ صحابی سے روایت کرنے میں ایک تابعی اکیلا رہ جائے اور اس پر متابعت نہ کی گئی ہو۔

اس کی مثال ولاء کی خرید و فروخت اور اسے ہبہ کرنے کی ممانعت والی حدیث ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرنے میں عبداللہ بن دینار متفرد اور اکیلا رہ گیا ہے۔ اسے امام مالک نے الموطا میں نقل کیا ہے۔ بسا اوقات سند کے تمام رواۃ یا اکثر میں تفرد چلتا ہے۔ ایسی روایات کے پائے جانے کی جگہ مسند بزار اور المعجم الاوسط للطبرانی ہے۔

غریب نسبی:

نون مکسور کے ساتھ۔ اسے فرد نسبی کا نام بھی دیا گیا ہے۔ اور یہ وہ حدیث ہے کہ جس کی سند کے درمیان میں غرابت اور تفرد واقع ہو۔

مطلب یہ ہوا کہ گویا اسے بیان کرنے میں تبع تابعی یا اس سے نیچے کوئی راوی اکیلا رہ گیا ہو۔ یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ اس میں کسی خاص شخص اور راوی کی بنسبت تفرد واقع ہوتا ہے۔ حالانکہ بسا اوقات حدیث مشہور ہوتی ہے۔

اس کی مثال امام مالک کی زہری سے بیان کردہ حدیث ہے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لیتا ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور دریں حالیکہ آپ کے سر پر خود تھا۔ (بخاری و مسلم)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: لفظ فرد کا نسبی پر اطلاق قلیل ہے اور زیادہ تر اس لفظ کا غریب مطلق پر اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ لفظ غریب کا نسبی پر بکثرت اطلاق ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ گو ان دونوں کے ناموں کے ساتھ لفظ فرد بھی آتا ہے لیکن جہاں اکیلا لفظ استعمال ہوگا وہاں عموماً غریب مطلق مراد ہوتی ہے۔ جبکہ جہاں لفظ غریب اکیلا آئے تو عموماً غریب نسبی مراد ہوتی ہے۔

مشقی سوالات

مناسب الفاظ کے ساتھ خالی جگہ پر کیجیے:

۱۔ اصول حدیث میں ...... نے ہر فن میں مستقل کتاب تحریر کی۔

۲۔ مقدمہ ابن صلاح کے مصنف ...... ہیں۔

۳۔ اس فن میں سب سے زیادہ مفید کتاب کا نام ...... ہے۔

۴۔ اصول حدیث کی مختصر کتب میں سے زیادہ اختصار والی کتاب ...... ہے۔

۵۔ اصول حدیث میں سب سے زیادہ توجہ ...... کتاب کو دی گئی۔

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کیجیے:

۱۔ اصول حدیث میں لکھی گئی کتب میں سے صرف پانچ کے نام مع مصنفین تحریر کیجیے۔

۲۔ اصول حدیث کی تاریخ پر بالاختصار روشنی ڈالیے۔

۳۔ علم مصطلح الحدیث کی تعریف، موضوع اور اس کا فائدہ تحریر کیجیے۔

۴۔ اگر کسی حدیث کی سند صحیح ہو تو اس کا متن رد کیا جاسکتا ہے؟

۵۔ خلقی و خُلقی وصف سے کیا مراد ہے؟

۶۔ خبر اور حدیث میں کیا فرق ہے؟

۷۔ حدیث قدسی اور قرآن مجید میں کیا فرق ہے؟

۸۔ متن کی وجہ تسمیہ تحریر کیجیے۔

۹۔ درایت سے کیا مراد ہے؟

۱۰۔ متواتر کی کیا شروط ہیں؟

۱۱۔ کچھ محدثین نے خبر کے صحیح ہونے کے لیے اس کے عزیز ہونے کی شرط عائد کی ہے۔

وجہ بتلایئے۔

۱۲۔ خبر واحد کی تعریف کیجیے نیز خبر آحاد کی اقسام کی بالاختصار وضاحت کیجیے۔

۱۳۔ فرد مطلق کسے کہا جاتا ہے؟

۱۴۔ کیا کوئی حدیث مشہور ہونے کے باوجود غریب بھی ہو سکتی ہے؟

۱۵۔ غریب نسبی کسے کہتے ہیں؟

مندرجہ ذیل میں سے غلط اور صحیح کی نشاندہی کیجیے:

۱۔ حافظ اور محدث مترادف الفاظ ہیں۔

۲۔ لفظ نَیف تین سے دس تک اعداد پر بولا جاتا ہے۔

۳۔ خبر کی متواتر اور احاد میں تقسیم اپنے سند کی صحابہ تک انتہاء کے لحاظ سے تقسیم ہے۔

۴۔ علم نظری کا مطلب علم ضروری ہے۔

۵۔ خبر متواتر کے مقابلے میں خبر آحاد ہے۔

۶۔ غریب اور ضعیف ہم معنی ہیں۔

اخبارِ احاد کی مقبول اور مردود کی طرف تقسیم

مفرداتِ باب

تلقی: ......مصدر سے باب تلقّٰی یتلقّٰی بروزن تفعل بمعنی ملنا۔

مثلاً: ...... جہاں پر بھی یہ ایسے نصبی حالت میں آئے گا وہاں یہ مفعول مطلق ہوگا یعنی مَثَلْتُ مثلاً میں نے مثال بیان کی مثال بیان کرنا۔

العلل: ...... یہ عِلَّۃٌ کی جمع ہے، بمعنی بیماری اور عیب۔

المتبحر: ......واحد مذکر اسم فاعل باب تبحر بروزن تفعل بمعنی بہت وسعت والا ہونا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

حجج: ...... حجۃ کی جمع ہے بمعنی دلیل۔

المحتف: ......واحد مذکر اسم مفعول باب احتَفَّ بروزن افتعال بمعنی احاطہ کرنا اور گھیرنا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆............☆☆

مشہور اور عزیز اور غریب یعنی اخبارِ احاد کی تقسیم مقبول اور مردود کی طرف ہوتی ہے۔

خبر مقبول اور اس کا حکم:

خبر مقبول وہ حدیث ہے جس کے ساتھ دلیل پکڑی جائے۔ (یعنی جو قابل حجت ہو) اس کے حکم میں اختلاف کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ بات جس پر علماء صحابہ وتابعین، اور ان کے بعد والے محدثین وفقہاء میں سے جو ہیں۔ (وہ یہ ہے) کہ اکیلے ثقہ راوی کی خبر شرعی حجتوں میں سے ایک حجت ہے اور اس کے ساتھ عمل کرنا لازم اور ضروری ہے۔

محتف بالقرائن خبر واحد اور اس کی اقسام

بلاشبہ قرائن سے گھیری گئی خبر واحد راجح ہوتی ہے اس (خبر واحد) سے جو ان قرائن سے خالی ہو، اس کی کئی اقسام ہیں، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

۱۔ وہ حدیث جسے شیخان یعنی بخاری و مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں نقل کیا اور وہ حد تواتر کو نہ پہنچی ہو۔ پس بے شک اسے قرائن نے گھیرا ہے ان میں سے بخاری و مسلم کا اس فن (فن حدیث) میں بلند رتبہ ہونا اور صحیح کو ضعیف سے الگ کرنے میں ان دونوں کا دیگر محدثین پر ممتاز ہونا، نیز علماء کا ان کی دونوں کتابوں کو قبولیت کے ساتھ ملنا (ہی اس بات کی دلیل ہے کہ قرائن نے اسے گھیرا ہے [ابوسفیان])۔

۲۔ ایسی خبر جس میں حفاظ، متقن امام مسلسل آ رہے ہوں اور وہ حدیث غریب بھی نہ ہو۔ مثلاً ایک حدیث ہے جسے امام احمد نے امام شافعی سے روایت کیا اور منفرد بھی نہیں۔ اور امام شافعی اس حدیث کو امام مالک سے اور وہ امام نافع سے روایت کرتے ہیں۔

۳۔ وہ خبر مشہور جس کی مختلف سندیں ہوں اور تمام کی تمام رواۃ کے ضعف اور علتوں سے محفوظ ہوں۔ یہ ایسی اقسام ہیں ان کے متعلق علم حاصل نہیں ہوتا سوائے اس عالم کے جو علم حدیث میں متبحر اور رواۃ کے حالات و علتوں سے واقف ہو۔

خبر مقبول کی تقسیم صحیح اور حسن کی طرف

مفرداتِ باب

استحضارہ: ...... باب استفعال سے مصدر ہے بمعنی حاضر کرنا اور سامنے لانا ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یصون: ...... واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب صان بروزن نصر بمعنی حفاظت کرنا اور بچا کر رکھنا ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

مُعَلّ: ...... واحد مذکر اسم مفعول باب اَعَلَّ بروزن افعال بمعنی عیب دار اور بیمار کرنا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

شاذ: ...... واحد مذکر اسم فاعل باب شَذَّ بروزن نصر اور ضرب بمعنی علیحدہ ہونا اور الگ ہونا۔

عدل: ...... باب عَدَلَ بروزن ضرب سے مصدر ہے بمعنی انصاف کرنا اور عادل ہونا، یہاں یہ مصدر اسم فاعل یعنی عادل کے معنی میں ہے۔ یہ بتانا مقصود ہے کہ راوی اتنا عادل ہے کہ وہ خود ہی انصاف اور عدل بن گیا ہے۔ اس لیے عادل کی جگہ مصدر کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

☆☆............☆☆

خبر مقبول اپنے مراتب کے مختلف ہونے کے اعتبار سے صحیح لذاتہ، حسن لذاتہ، صحیح لغیرہ اور حسن لغیرہ کی طرف منقسم ہوتی ہے۔

صحیح لذاتہ:

صحیح لذاتہ وہ حدیث ہے جسے مکمل ضبط والا عادل راوی اپنے ہم مثل سے نقل کرے، سند متصل ہو اور معلل و شاذ نہ ہو۔

تعریف کی شرح:

عادل سے مراد وہ عاقل بالغ مسلمان ہے جو کبیرہ گناہ کے ارتکاب یا صغیرہ گناہ پر اصرار کے نتیجے میں لازم آنے والے فسق سے محفوظ ہو، نیز ایسی بری عادت سے بھی بچا ہو جو مروت میں خلل ڈالتی ہے۔ عادل کی قید لگانے سے جھوٹ بولنے والا، متہم بالکذب، فاسق بدعتی اور مجہول راوی نکل گیا۔

ضبط

حافظے میں مضبوطی اور پختہ ہونا اس کی دو اقسام ہیں:

(۱) ضبط الصدر:

وہ ہے جو کچھ راوی نے (اپنے استاد سے) سنا اسے اپنے سینے میں اس لحاظ سے محفوظ رکھے کہ جب چاہے اسے حاضر کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔

(۲) ضبط الکتاب:

راوی اپنی کتاب کو اپنے پاس بچا کر محفوظ رکھے جب سے اس نے سنا ہے اور اس کی تصحیح (بھی) کی ہو۔ یہاں تک کہ آگے ادا کر دے۔ یعنی آگے پہنچا دے۔

تام الضبط کی قید سے وہم کا شکار ہونے والا، فاش غلطیاں کرنے والا، زیادہ غفلت والا، ثقہ راویوں کی مخالفت کرنے والا، برے حافظے والا اور کمزور ضبط والا راوی خارج ہو جاتا ہے۔

متصل کی سند کی قید لگا کر اس روایت سے بچا گیا ہے۔ جس کی سند متصل نہیں مثلاً معلق وغیرہ۔

روایت معلل اور شاذ نہ ہو کی قید سے وہ روایات خارج کر دی گئی ہیں جو معلل اور شاذ ہیں۔

المعلّ:

لغوی اعتبار سے وہ خبر ہے جس میں علت ہو، اور اصطلاحی اعتبار سے وہ ہے جس میں (ایسی) مخفی علت ہو جو صحت خبر میں عیب لگانے والی ہے باوجود اس کے کہ وہ ظاہری طور پر

اس سے محفوظ ہو۔

شاذ:

لغوی لحاظ سے اکیلا رہنے والے کو کہتے ہیں اور اصطلاحی طور پر وہ روایت ہے جس میں راوی اپنے سے زیادہ راجح کی مخالفت کرے اس کی ایک اور بھی تفسیر ہے جو عنقریب آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

صحیح کے مراتب

مفرداتِ باب

المقتضیة: ...... واحد مؤنث اسم فاعل باب اِقْتَضٰی یقتضی بروزن افتعال بمعنی تقاضا کرنا اور چاہنا ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

☆☆.........☆☆

صحت کا تقاضا کرنے والے اوصاف کے مختلف ہونے کی وجہ سے صحیح حدیث کے مراتب بھی مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ جس کے راوی عدالت، ضبط اور ایسے تمام اوصاف میں بلند رتبہ میں ہوں جو ترجیح کو لازم کرتے ہیں، تو وہ حدیث اپنے سے کم تر روایات سے زیادہ صحیح ہوگی۔

بلند ترین مرتبہ میں سے وہ ہے کہ جس پر بعض ائمہ نے اصح الاسانید کا لفظ بولا ہے، مثلاً مالک روایت کریں جناب نافع سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یا جس طرح ابراہیم عن علقمہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے۔

درجہ کے لحاظ سے اس سے کم جیسے کہ حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ ہے اس سے (بھی) کم رتبہ میں جس طرح سہیل بن ابی صالح کی روایت ہے عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اس برتری کے ساتھ صحیح (درج ذیل) سات اقسام کی طرف منقسم ہونا بھی منسلک ہے:

۱۔ وہ حدیث جس پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہو۔

۲۔ جسے بیان کرنے میں بخاری منفرد ہے۔

۳۔ جسے نقل کرنے میں مسلم منفرد ہے۔

۴۔ وہ حدیث جو ان دونوں کی شروط پر ہو لیکن انہوں نے اسے (اپنی اپنی کتاب میں)

نکالا نہیں۔

۵۔ وہ جو (فقط) بخاری کی شرط پر ہو (لیکن بخاری میں نہ ہو)۔

٦۔ وہ روایت جو (فقط) مسلم کی شرط پر ہو (لیکن صحیح مسلم اس میں نہ ہو)۔

۷۔ ان دونوں کے علاوہ دیگر ائمہ کے نزدیک حدیث صحیح ہو، مثلاً امام ابن خزیمہ اور ابن حبان بشرطیکہ بخاری و مسلم کی شروط پر نہیں۔

بخاری و مسلم کی شرط

مفردات باب

اصح: ......واحد مذکر اسم تفضیل باب صَحَّ بروزن ضرب بمعنی ہر عیب سے پاک و صاف ہونا ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

التفاضیل: ......باب تفاعل سے مصدر بمعنی ایک دوسرے پر برتری ظاہر کرنا ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الباحثون: ......جمع مذکر اسم فاعل باب بحث بروزن منع بمعنی کھودنا، تلاش کرنا، تفتیش کرنا ہفت اقسام سے صحیح۔

مراعاۃ: ......مصدر ہے باب رَاعٰی بروزن مفاعلہ سے، بمعنی رعایت رکھنا، حفاظت کرنا ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

☆☆............☆☆

امام بخاری و مسلم سے اس قسم کی کوئی شرط منقول نہیں جو انہوں نے لگائی اور متعین کی ہو البتہ ان دونوں کے اسلوب اور طریقے پر تحقیق کرنے والے علماء نے جستجو کی یہاں تک کہ ان کو اُن کی باتوں کا حصول ہوا جنہیں یہ شرائط سمجھ بیٹھے اسی لیے علماء کا اس میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

امام نووی کی کہی بات یہاں تحریر کرتے ہیں اور اسے حافظ ابن حجر نے نخبۃ الفکر میں پسند کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بخاری و مسلم یا ان میں سے کسی ایک کی شرائط کا مطلب یہ ہے کہ حدیث ان دونوں کی کتب یا ان میں سے ایک کتاب کے رواۃ کی سند سے مروی ہو، ساتھ میں اس کیفیت کی بھی رعایت ہو جس کا دونوں ائمہ نے ان راویوں سے روایت لیتے وقت التزام کیا ہے۔

حسن لذاتہ

مفرداتِ باب

تـعددت: ......واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف باب تَـعدَّدَ بروزن تفعل بمعنی متعدد ہونا ایک سے زائد ہونا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆..........☆☆

وہ حدیث ہے جسے خفیف ضبط والا عادل راوی بیان کرے، سند متصل ہو، معلل اور شاذ نہ ہو۔ یہ روایت صحیح لذاتہ کی تمام شروط کا احاطہ کرنے والی ہے۔ البتہ اس کے بعض راویوں میں ضبط خفیف ہو جاتا ہے۔ حجت پکڑنے میں یہ صحیح کے ساتھ شریک ہے۔ صحیح کی مثل حسن بھی کئی مراتب پر ہے۔

حافظ ذہبی نے فرمایا: حسن روایت کا سب سے اعلیٰ مرتبہ بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ اور عمرو بن شعیب عن ابیہ جدہ ہے۔

صحیح لغیرہ:

وہ حسن لذاتہ ہے جب اس کی سندیں متعدد ہو جائیں، اسی سبب اس میں قوت آجاتی ہے اور حسن کے درجہ سے صحیح کے رتبہ تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن یہ لذاتہ نہیں بلکہ لغیرہ صحیح ہوتی ہے۔

اس کی مثال محمد بن عمرو بن علقمہ کی روایت ہے وہ ابوسلمہ سے اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِی لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ))

”اگر یہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔“

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے کیونکہ یہ کئی سندوں سے مروی ہے۔ اس بات کو مضبوطی سے پکڑنا، یاد رہے کہ یہ مطلق حدیث کی مثال نہیں بلکہ محمد بن عمرو کی روایت سے مقید ہونے کی وجہ سے ہے وگرنہ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے دوسری سند سے نقل کیا ہے۔

حافظ ابن صلاح نے فرمایا: محمد بن عمرو بن علقمہ صدق و عدالت کے ساتھ مشہور لوگوں میں سے ہے لیکن اہل اتقان (پختہ ضبط والوں) میں سے نہیں، یہاں تک کہ بعض محدثین نے برے حافظے کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محدثین نے صداقت و عدالت کی وجہ سے اس کی توثیق کی ہے۔ لہذا اس جہت سے اس کی حدیث حسن درجہ کی ہوئی۔

حسن لغیرہ

مفردات باب

اَشُقَّ: ......واحد متکلم فعل مضارع معروف باب شَقَّ بروزن نصر بمعنی مشقت میں ڈالنا، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

السِواك: ......بکسر السین، اسم مصدر باب ساك يسوك بروزن نصر بمعنی رگڑنا اور ملنا، ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے، اس کی جمع سُوْكٌ آتی ہے۔ یہاں یہ مصدر مسواک (اسم آلہ) کے معنی میں یعنی دانت صاف کرنے کی لکڑی۔

خبر متوقف:......وہ خبر ہے جس پر صحیح یا حسن کا حکم لگانے میں توقف کیا گیا ہو۔

طَرَأَ: ......واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف باب طَرَأَ بروزن منع، بمعنی آنا۔ ہفت اقسام سے مہموز اللام ہے۔

☆☆............☆☆

حسن لغیرہ:

وہ روایت ہے جس کو قبول کرنے سے توقف کیا گیا ہو، مثلاً مستور یا اس جیسے دوسرے راوی کی روایت ہے۔

یہ حسن لغیرہ اس وقت ہوگی جب درج بالا صفت کے حامل راوی کی متابعت اس جیسے ہی یا اس سے قوی کے ساتھ آجائے۔ اس روایت کی اصل ضعیف ہی ہے البتہ اس پر حسن کا نام متابع کی وجہ سے تقویت مل جانے سے آیا ہے۔

اس کی مثال ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ ہے: "لَاضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ" اسلام میں نہ ضرر ہے (یعنی دوسرے کو نقصان دے کر اپنا فائدہ کرنا) اور نہ ہی ضرار ہے (یعنی دوسرے کو نقصان دینا

اور اپنا فائدہ بھی نہ ہو) دارقطنی اور حاکم نے اسے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی کئی سندیں ہیں ان میں سے کوئی بھی مقال (تنقید) سے خالی نہیں لیکن وہ ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اسی لیے امام نووی اور ابن صلاح نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

ترمذی وغیرہ کا حدیث حسن صحیح کہنا:

مذکورہ عبارت اشتباہ پیدا کرتی ہے کیونکہ حسن روایت صحیح سے درجہ سے نیچے ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک حدیث میں کمی کا اثبات اور نفی کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے اس کا جواب دیا کہ جس حدیث پر حسن اور صحیح کے دونوں وصف بولے گئے ہوں گے وہ اس بات سے خالی نہیں کہ یا تو وہ غریب ہے جسے بیان کرنے میں راوی اکیلا رہ گیا ہے یا غریب نہ ہوگی۔

پہلی صورت میں دونوں اوصاف کے مابین جمع کرنے کا سبب اسے بیان کرنے والے منفرد راوی کے متعلق اس امام کا تردد ہوگا آیا وہ مکمل ضابط ہے؟ تو اس کی حدیث صحیح ہے یا کہ خفیف الضبط ہے؟ تو اس کی حدیث حسن ہے۔ پوشیدہ عبارت ہوگی ''حسن یا صحیح'' ایسی روایت اس سے کم مرتبہ ہوگی جس کے متعلق پختہ طور پر صحیح کا حکم لگایا گیا ہے۔

دوسری صورت پر یعنی حدیث کے غریب نہ ہونے کی شکل میں یہ اجتماع دو سندوں کے اعتبار سے ہوگا، ان میں سے ایک صحیح اور دوسری حسن ہے۔ لہٰذا اس پر دونوں وصف اس کی دو سندوں کے اعتبار سے بولے گئے ہیں۔ یہ روایت اس حدیث سے قوی ہوگی جس کے متعلق صرف صحیح ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔

اس کی مثال یہ حدیث: ''اگر یہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا''۔ بخاری اور مسلم نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے، امام ترمذی نے بھی اسے نقل کیا ہے (لیکن) محمد بن عمرو جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے کی سند سے اور اس کی روایت کو صحیح اور حسن کہنے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ لہٰذا امام ترمذی

نے اس پر حسن اور صحیح کا اکٹھا ہی لفظ بول دیا۔

حافظ ابن دقیق العید نے فرمایا: حسن اور صحیح میں کوئی منافات (تضاد) نہیں مگر جب حسن کا وصف اکیلا ہوگا (پھر تضاد ہوگا) کیونکہ وہ صحیح کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ جب حدیث صحت کے رتبہ پر پہنچ جائے گی تو لامحالہ اسے حسن کا وصف جو صحت کا تابع ہوتا ہے حاصل ہوگا کیونکہ اعلیٰ درجہ ادنیٰ درجہ کے وجود کی نفی نہیں کرتا لہٰذا درست ہے کہ کہا جائے یہ روایت ادنیٰ درجہ کے لحاظ سے حسن اور اعلیٰ صفت کے اعتبار سے صحیح ہے۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل جملوں میں غلط اور صحیح کی نشاندہی کیجیے:

۱۔ امام بخاری و مسلم نے اپنی کتب کے لیے کوئی شرائط ملحوظ نہیں رکھیں۔

۲۔ مستور راوی سے مراد یہ ہے کہ جس راوی کے حالات سے لاعلمی ہو۔

۳۔ حسن لغیرہ روایت کی اصل یہ ہے کہ اسے ضعیف سمجھا جائے گا۔

۴۔ مرتبہ میں حسن لذاتہ صحیح لغیرہ سے بلند ہے۔

۵۔ اصح الاسانید سے مراد وہ روایت ہے جس کی سند بہت اعلیٰ پائے کی ہو۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے:

۱۔ قرینہ کسے کہا جاتا ہے؟

۲۔ محتف بالقرائن کس روایت کو کہا جاتا ہے؟

۳۔ ان قرائن کا تذکرہ کیجیے جن سے کسی حدیث کی حیثیت بڑھ جاتی ہے۔

۴۔ عادل راوی کسے کہا جاتا ہے؟

۵۔ صحیح روایت کی شرائط تحریر کیجیے۔

۶۔ صحیح لذاتہ کسے کہا جاتا ہے؟ نیز ہر شرط کی الگ توضیح بھی کیجیے۔

۷۔ اصح الاسانید کی مثال میں کوئی سند ذکر کیجیے۔

۸۔ ایک جملے میں بتایئے کہ صحیح لذاتہ اور حسن لذاتہ میں کیا فرق ہے؟

۹۔ کوئی مثال دیجیے اور اس پر صحیح لغیرہ کے اصول کا انطباق کیجیے۔

۱۰۔ امام ترمذی کی حسنٌ صحیحٌ کی وضاحت کیجیے۔ کیا ایک ہی روایت ایک وقت میں صحیح اور حسن ہو سکتی ہے؟

امام ترمذی کا کسی حدیث کو حسن غریب کہنا

مفرداتِ باب

القصور: ......اسم مصدر ہے باب قَصَرَ بروزن نصر سے بمعنی کسی کام سے عاجز رہنا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

اقویٰ: ......واحد مذکر اسم تفضیل باب قَوِی بروزن علم بمعنی مضبوط اور طاقت ور ہونا۔ ہفت اقسام سے لفیف مقرون ہے۔

منافات: ......مصدر ہے باب نافی یُنَافی بروزن مفاعلہ بمعنی منافی اور مخالف ہونا، ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

العُلیا: ......واحد مؤنث اسم تفضیل باب علیٰ یعلو بروزن نصر ینصر، سب سے زیادہ بلند۔ ہفت اقسام سے ناقص واوی ہے۔

الدنیا: ......واحد مؤنث اسم تفضیل باب دنا یدنو بروزن نصر ینصر، بمعنی سب سے زیادہ قریب۔ ہفت اقسام سے ناقص واوی ہے۔

بما ملخصه: ......ملخص اسم مفعول واحد مذکر ہے باب لَخَّصَ تفعیل سے معنی خلاصہ۔

معًا: ......یہ ظرف ہے اس کا استعمال دو طرح ہوتا ہے۔

۱۔ مضاف ہوتا ہے اس وقت دو حرفی ہوگا اور تین معانی ہوں گے۔

(۱) مقام اجتماع (۲) زمان اجتماع (۳) عند کے معنی میں

۲۔ مضاف نہ ہو، اس وقت اسم مقصور منصوب ہوگا اور منون یعنی تنوین کے ساتھ ہوگا جیسا کہ اس مقام پر مذکور ہے اور اس وقت اس کا نصب ظرفیت کی بنا پر ہوگا جیسے:

"خرجنا معًا" (فی زمانٍ واحدٍ)"وکنّا معًا" (فی زمانٍ واحدٍ)۔

☆☆..........☆☆

امام ترمذی کا حسن اور غریب کو اکٹھا کرنے پر بعض محدثین نے تنقید کی ہے کیونکہ امام ترمذی کے نزدیک حسن وہ روایت ہے جو ایک سے زائد سندوں سے مروی ہو جبکہ غریب وہ ہے جس کو بیان کرنے والا ایک راوی رہ جائے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

بے شک امام ترمذی کی یہ اصطلاح ہر اس حدیث پر محمول کی جائے گی جس کے متعلق امام صاحب نے فقط حسن کا وصف بولا ہے۔ لیکن جس کو حسن اور غریب کے ساتھ اکٹھا ہی متصف کیا تو اس سے جمہور کی اصطلاح کے مطابق حسن مراد ہوگی۔ اور جمہور محدثین کی اصطلاح کے مطابق حسن اور غریب میں کوئی تضاد نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جن لوگوں نے امام ترمذی پر طعن و تشنیع کے تیر چلائے انہوں نے امام صاحب کی اکثر باتوں میں ان کا مفہوم نہیں سمجھا کیونکہ محدثین کہتے ہیں کہ "هذا حديث غريب" یہ غریب ہے یعنی اس سند کے لحاظ سے غریب ہے کبھی کبھار اس کی وضاحت بھی کر دیتے ہیں حالانکہ وہی حدیث ان کے نزدیک دوسری سند سے صحیح اور معروف ہوتی ہے۔ چنانچہ جب کسی اور سند سے مروی ہوتی ہے تو وہ اس اعتبار سے غریب ہوتی ہے اگرچہ متن صحیح اور معروف ہوتا ہے۔

اسی طرح امام ترمذی جب کہتے ہیں حسن غریب تو ان کی مراد بسا اوقات یہ ہے کہ اس سند کے اعتبار سے غریب ہے لیکن اس کے متن کے شواہد موجود ہیں جن کی بدولت یہ حسن کے زمرے میں آجاتا ہے۔

ثقہ راوی کا اضافہ اور محفوظ وشاذ کی طرف خبر کی تقسیم

مفردات باب

المقبرة: ...... قَبَرَ بروزن نصر ہے فَعَلَةٌ کے وزن پر اسم مشتق ہے بمعنی قبرستان اور مَــفْـعَـلَةٌ کا وزن اس جگہ کے لیے استعمال ہوتا ہے جہاں کوئی چیز بکثرت واقع ہو۔ ویسے اسے باء کے کسرہ سے بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ اس کی جمع مقابر ہے۔

الحمام: ...... بمعنی غسل خانہ، اس کی جمع حَمَّامات آتی ہے۔

مســجــد: ...... یہ باب سجد بروزن نصر سے خلاف قیاس واحد مذکر اسم ظرف کا صیغہ ہے بمعنی ایسی جگہ جہاں سجدہ کیا جائے اس کی جمع مساجد آتی ہے۔

وُلوغ: ...... باب وَلَـغَ يَـلِغُ بروزن ضرب سے اسم مصدر ہے بمعنی منہ ڈالنا، ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

فـلـيُـرقه: ...... واحد مذکر غائب فعل امر غائب معلوم باب أرَاق بروزن افعال، بمعنی بہانا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

طُهــور: ...... اسم مصدر باب طَهَــرَ بروزن نصر اور کرم بمعنی پاک ہونا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

ســائر: ...... واحد مذکر اسم فاعل باب سَارَ بروزن ضرب، بمعنی کسی چیز کا بقیہ۔ ہفت اقسام سے اجوف یائی ہے۔

التتريب: ...... باب تفعیل سے مصدر ہے بمعنی خاک ڈالنا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

يُعني: ...... واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب أعْنٰى بروزن افعال بمعنی مراد لینا۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

العنایة: ......مصدر باب عَنٰی یعنی بروزن ضرب بمعنی مشغول کرنا، فکر مند کرنا۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

اِذًا: ......بمعنی تب، تب تو، ایسا ہے تو، یہ کلام سابق کا جواب اور جزاء ہوتا ہے اور اس کو ''اِذن'' کی طرح بھی لکھ لیتے ہیں۔ جب یہ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو اسے نصب دیتا ہے بشرطیکہ ابتدائے کلام میں ہو اور اس کے اور فعل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔

☆☆............☆☆

علوم حدیث کی انواع میں سے جن پر توجہ واہتمام کرنا مستحسن ہے ایک، ثقہ راویوں کا دیگر رواۃ کے مقابلے میں اضافی بات بیان کرنا ہے۔ زیادتی جس طرح متن میں واقع ہوتی ہے اسی طرح سند میں بھی موقوف کو مرفوع اور منقطع کو متصل وغیرہ بیان کرنے میں ہوتی ہے۔

حافظ ابن الصلاح نے زیادتی کی تین اقسام بنائی ہیں اور انہیں امام نووی وابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ نے پسند فرمایا ہے۔ وہ اقسام حسب ذیل ہیں:

۱۔ وہ بات جسے ثقہ راوی اضافی طور پر بیان کرے درآں حالیکہ دیگر ثقات یا اس سے زیادہ ثقہ کی روایت کردہ بات کے منافی ہے۔ ایسے اضافہ کا حکم مردود ہوتا ہے۔ ثقات یا اوثق کی روایت کا نام محفوظ اور ثقہ کی روایت کا نام شاذ رکھا گیا ہے۔

خبر محفوظ:

اس وقت وہ ہے جسے ثقات یا اوثق بیان کرے درآں حالیکہ اس روایت کے منافی ہو جو ثقہ نے بیان کی۔

خبر شاذ:

وہ ہے جسے ثقہ راوی اس حال میں بیان کرے کہ ثقات یا اس سے زیادہ ثقہ نے جو روایت کی اس کے مخالف ہو۔

سند میں اس کی مثال ہے جسے امام ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع ہونے کی حالت میں روایت کیا ہے: "اَلْاَرْضُ کُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةَ

وَالحَمَّامُ" تمام کی تمام زمین سجدہ گاہ ہے ماسوائے قبرستان اور غسل خانہ کے۔

اسے حماد بن سلمہ نے عمرو بن یحییٰ سے متصل روایت کیا ہے وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابوسعید سے مرفوعاً بیان کرتا ہے۔ جبکہ سفیان ثوری نے اسے عمرو سے مرسل بیان کیا ہے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتا ہے۔ امام ثوری جناب حماد سے زیادہ ثقہ ہے۔ اسی لیے امام دارقطنی نے "العلل" میں فرمایا! اس کا مرسل ہونا محفوظ ہے۔

۲۔ وہ اضافی بات جسے ثقہ اس طرح بیان کرے کہ ثقات یا اس کے اوثق کی روایت کے منافی نہ ہو ایسے اضافہ کا حکم قبول کرنا ہے۔ کیونکہ یہ مستقل (الگ) روایت کے حکم میں ہے جسے بیان کرنے میں ثقہ اپنے استاد سے منفرد ہے۔ متن میں اس کی مثال وہ ہے جسے امام مسلم اور نسائی نے علی بن مسہر کی سند سے وہ اعمش سے اور ابوصالح اور ابورزین سے وہ دونوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے "ولـــوغ الــكـــلـــب" والی حدیث میں "فلیرقہ" (اسے انڈیل دے) کا اضافہ بیان کرتے ہیں۔

ولوغ الکلب والی حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((طُهُوْرُ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ اَنْ يَّغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)) (مسلم، نسائی)

"جب کتا برتن میں منہ ڈال جائے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سات مرتبہ دھولے۔"

جناب اعمش کے تمام حفاظ شاگرد (ماسوائے علی بن مسہر کے) اس اضافہ کو بیان نہیں کرتے لہٰذا یہ زیادتی (مستقل) خبر کی مانند ہوگی جسے روایت کرنے میں علی بن مسہر اکیلا رہ گیا، اور وہ ثقہ ہے۔

۳۔ ثقہ راوی ایسا اضافہ بیان کرے جو ایک قسم میں اس سے اولیٰ (بہتر) کی روایت کے منافی ہو البتہ یہ مخالفت مطلق کو مقید اور عام کو خاص کرنے میں منحصر ہے۔ راجح قول

کے مطابق اس اضافے کا حکم قبول کرنا ہے۔

متن میں اس کی مثال وہ حدیث ہے جسے امام مسلم وغیرہ نے محمد بن سیرین کے واسطے سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے "ولوغ الکلب" والی حدیث میں "اولاھن بالتراب" (ان ساتوں میں سے پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ دھونا) کا اضافہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والے بقیہ ثقہ راویوں کی روایت مٹی والی زیادتی سے خالی ہے۔ لہٰذا یہ اضافہ دیگر ثقات کی مطلق روایت کو مقید کرنے والا ہے۔

خبر معروف و منکر

مفرداتِ باب

الصلوات: ...... یہ الصلوٰۃ کی جمع ہے جو کہ صَلَّی بروزن تفعیل سے اسم مصدر ہے، ہفت اقسام سے ناقص واوی ہے۔

الزکوات: ...... یہ الزکوٰۃ کی جمع ہے جو کہ تزکّی بروزن تفعیل سے اسم مصدر ہے یا زَکَا یَزْکُوْ سے اسم مصدر ہے بروزن نصر، ہفت اقسام سے ناقص واوی ہے۔

☆☆..........☆☆

خبر معروف کے مد مقابل خبر منکر ہے۔ خبر معروف وہ ہے کہ جسے ثقہ راوی بیان کرے، درآں حالیکہ ضعیف راوی کی بیان کردہ خبر کے مخالف ہو۔

خبر منکر:

خبر منکر وہ ہے جسے ضعیف راوی ثقہ کی مخالفت کی حالت میں بیان کرے۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جسے ابن ابی حاتم نے حُبَیّب (مصغر پڑھیں گے) بن حبیب الزیات کی سند سے بیان کیا اور وہ ضعیف راوی ہے، یہ ابو اسحاق سے وہ عیزار بن حریث سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتا ہے، فرمایا:

((مَنْ اَقَامَ الصَّلَوَاتِ وَاٰتَی الزَّکَوَاتِ وَحَجَّ الْبَیْتَ وَصَامَ رَمْضَانَ وَقَرَی الضَّیْفَ دَخَلَ الْجَنَّۃَ))

''جس آدمی نے نمازیں قائم کیں، زکوۃ ادا کی بیت اللہ کا حج کیا رمضان کے روزے رکھے اور مہمان کی مہمان نوازی کی تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

امام ابو حاتم نے فرمایا: یہ روایت منکر ہے کیونکہ دیگر ثقہ رواۃ اسے ابو اسحاق سے وہ عیزار سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا موقوف ہونا معروف ہے۔

متابعت اور اس کی اقسام

مفرداتِ باب

الموافقة: ......مصدر باب وافق بروزن مفاعلہ، بمعنی موافقت کرنا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

المشارکة: ......مصدر باب شارکَ بروزن مفاعلہ، بمعنی شراکت کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

التامة: ......واحد مؤنث اسم فاعل باب تَمَّ یَتِمُّ بروزن ضرب، بمعنی پورا ہونا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆............☆☆

لغوی لحاظ سے متابعت کا معنی موافقت کرنا ہے اور اصطلاحی اعتبار سے یہ ہے کہ راوی کے لیے روایت میں شراکت حاصل ہو جائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ متابعت تامہ:

متابعت تامہ یہ ہے کہ بذاتِ خود راوی کے لیے مشارکت حاصل ہو۔

۲۔ متابعت قاصرہ:

یہ ہے کہ راوی کے استاد یا اس سے اوپر والے کسی راوی کے لیے شرکت حاصل ہو۔

متابع، شاہد اور اعتبار

مفردات باب

سواء: ......باب تفعیل سویٰ سے اسم مشتق ہے بمعنی برابر، اس کی جمع أسوأء استعمال ہوتی ہے۔

تتبع: ......مصدر باب تَتَبَّع بروزن تفعل، بمعنی تلاش و جستجو کرنا ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

فلا تصوموا: ......جمع مذکر حاضر معروف باب صام بروزن نصر، ہفت اقسام سے اجوف واوی۔

فلا تفطروا: ......جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معروف باب افطر بروزن افعال، ہفت سے صحیح۔

حتی تروا: ......جمع مذکر حاضر فعل مضارع معروف باب رأی یَرٰی رویۃ بروزن منع بمعنی بصارت یا بصیرت سے دیکھنا، ہفت اقسام سے مہموز العین اور ناقص یائی۔

فاکملوا: ......جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم باب اکمل بروزن افعال، بمعنی مکمل کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

☆☆............☆☆

متابع:

متابع کو باء موحدہ کے کسرہ کے ساتھ (پڑھنا ہے) اور اس کا نام تابع بھی رکھا گیا ہے وہ خبر ہے جو لفظاً و معناً یا صرف معناً کسی متفرد راوی کی روایت میں صحابی ایک ہونے کی صورت میں مشارکت کر رہی ہو۔

الشاہد:

وہ خبر ہے جو لفظاً و معناً یا صرف معناً کسی متفرد راوی کی روایت میں صحابی مختلف ہونے کی صورت میں مشارکت کر رہی ہو۔ بعض محدثین نے متابع کو اس روایت کے ساتھ خاص کیا ہے جو لفظاً (مشارکت) حاصل ہو برابر ہے کہ صحابی متحد ہو یا مختلف۔ جبکہ شاہد کو اس کے ساتھ خاص کیا ہے جو اسی طور پر معناً حاصل ہو۔ کبھی کبھار متابع اور شاہد میں سے ہر ایک دوسرے پر بولا جاتا ہے۔

الاعتبار:

غریب حدیث کی سندوں کو تلاش کرنا تا کہ معلوم ہو سکے آیا اس کے لیے متابع اور شاہد ہیں یا نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی مثال میں وہ روایت بیان کی ہے جسے امام شافعی نے اپنی کتاب الام میں مالک عن عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاكْمِلُوْا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ))

"مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے چنانچہ روزہ نہ رکھنا یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور نہ ہی افطار کرنا حتی کہ چاند دیکھ لو اگر تم پر چاند چھپا دیا جائے (بادل کی وجہ سے) تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔"

بعض محدثین نے خیال کیا کہ "تیس دن کی گنتی پوری کرو" والے الفاظ میں امام شافعی متفرد ہیں کیونکہ ان کے علاوہ امام مالک کے دیگر شاگرد "فَاقْدِرُوْا لَهٗ" (اس کے لیے اندازہ لگاؤ) کے الفاظ سے اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ لیکن امام شافعی کے لیے متابعت تامہ و قاصرہ دونوں ہی پائی جاتی ہیں۔

امام بخاری اپنی صحیح میں عبداللہ بن مسلمہ سے یہی لفظ نقل کرتے ہیں اور امام مالک سے اسی (امام شافعی کی) سند کے ساتھ انتہاء درجہ کی صحت میں یہ متابعت تامہ ہے۔

امام ابن خزیمہ نے اپنی تصنیف ''الصحیح'' میں عاصم بن محمد بن زید کی سند سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمر سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی: "فَكَمِّلُوا ثَلَاثِيْنَ" تو تیس کی گنتی پوری کرو، یہ متابعت قاصرہ ہے۔

اسی روایت کو امام مسلم نے بھی عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر کی سند سے لفظوں کے ساتھ بیان کیا ہے: "فَاقْدِرُوْا ثَلَاثِيْنَ" تیس دنوں کا اندازہ لگاؤ، نسائی میں اس کا شاہد محمد بن حنین عن عبداللہ بن عباس عن النبی ﷺ کی سند سے ابن دینار عن ابن عمر کی حدیث کی مثل ہے۔

المحکم ومختلف الحدیث

خبر محکم وہ مقبول حدیث ہے جو اپنی ہم مثل وہم پلہ روایت کے معارضہ (مخالفت) سے محفوظ ہو۔ اس پر لازمی عمل کرنا اس کا حکم ہے۔ اکثر احادیث اسی قسم کی ہیں۔

مختلف الحدیث

مفردات باب

مختلف: ......واحد مذکر اسم مفعول باب اختلف بروزن افتعال بمعنی اختلاف کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المعارض: ......واحد مذکر اسم مفعول باب عارض بروزن مفاعلہ مقابلہ کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

التوفیق: ......مصدر باب وَفَّق بروزن تفعیل بمعنی تطبیق دینا، موافق کرنا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

تکلف: ...... باب تفعل سے مصدر ہے بمعنی تکلف کرنا، دشوار کام برداشت کرنا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

تعسف: ...... باب تفعل سے مصدر بمعنی بے راہ روی کرنا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

فِرَّ: ......واحد مذکر حاضر امر حاضر معروف باب فَرَّ بروزن ضرب، بمعنی بھاگنا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆............☆☆

مختلف الحدیث:

وہ مقبول حدیث جو اپنی ہم مثل وہم پلہ کے معارض ہو اور ان کے مابین تطبیق ممکن ہو۔

اس قسم میں کتابیں لکھنے والے علماء میں سے امام شافعی، طحاوی اور ابن قتیبہ ہیں۔

دو مقبول احادیث کے مابین تعارض کے وقت کس کی طرف رجوع کیا جائے؟

جب دو مقبول روایات آپس میں ٹکرا جائیں اور بغیر تکلف اور مشقت کے ان کے

درمیان تطبیق ممکن ہو تو کسی اور طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جسے بخاری و مسلم نے نقل فرمایا: "فِرَّ مِنَ الْمَجْزُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الْاَسَدِ" کوڑھی سے ایسے بھاگو جیسے شیر کو دیکھ کر تیرا بھاگنا ہے۔

اور وہ حدیث جسے امام مالک نے روایت کیا، فرمایا: "لَا يُوْرَدُ مُمَرِّضٌ عَلٰى مُصَحٍّ" بیمار آدمی کو صحت مند پر پیش نہ کیا جائے۔ ان کا مقابلہ اس حدیث کے ساتھ ہے، فرمایا: "لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ" (مسلم) نہ کوئی بیماری متعدی ہے (ایک سے دوسرے کو لگنا) اور نہ ہی بدشگونی ہے۔

ان روایات کا ظاہر متعارض ہے کیونکہ پہلی میں (بیمار) سے بھاگنے کا حکم دیا ہے جبکہ آخری میں بیماری متعدی ہونے کی نفی فرمائی۔

تطبیق کا طریقہ یہ ہے کہ بیماریاں طبعاً متعدی نہیں ہوتیں جیسا کہ اہل جاہلیت اور بعض طبیبوں کا نظریہ ہے (طبعاً بیماری متعدی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی بیماری کا یہ مزاج نہیں کہ وہ ایک سے دوسرے کو اور پھر آگے لگتی جائے) لیکن اللہ تعالیٰ اسے لگنے کا سبب بنا دیتا ہے اور بسا اوقات دوسرے اسباب کی طرح بیماری لگنے والے اسباب کے پائے جانے کے باوجود مسبب (بیماری لگنا) پیچھے رہ جاتا ہے۔ یعنی بیماری نہیں لگتی۔

اگر دونوں متعارض احادیث میں تطبیق ممکن نہ ہو تو تاریخ کی طرف رجوع کیا جائے گا چنانچہ اگر علم ہو جائے تو بعد والی پہلی کے لیے ناسخ ہوگی اور اس پر عمل کیا جائے گا۔

اور اگر تاریخ مجہول ہے لیکن سند یا متن کے ساتھ تعلق رکھنے والی ترجیح کی وجوہات میں سے کسی وجہ کے ذریعے دونوں میں ایک خبر کو راجح قرار دینا ممکن ہے تو ترجیح کی طرف رجوع ہوگا۔

اور اگر ترجیح قائم کرنا بھی ناممکن ہے تو ان دونوں پر عمل کرنے سے توقف کیا جائے گا یہاں تک کہ غور و فکر کرنے والے کے لیے ترجیح کی وجہ واضح ہو جائے۔

نسخ اور جس کے ذریعے اس کی پہچان ہوتی ہے

مفردات باب

المتأخر: ......واحد مذکر اسم فاعل باب تأخر بروزن تفعل، بمعنی بعد میں آنا۔ ہفت اقسام سے مہموز الفاء ہے۔

اقدم: ......واحد مذکر اسم تفضیل باب قدم بروزن نصر، بمعنی قوم سے سابق ہونا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

اخر: ...... یہ باب تأخر یتاخر سے اسم تفضیل واحد مذکر ہے۔ چونکہ یہ باب ثلاثی مزید فیہ ہے اس سے اسم تفضیل نہیں آتا اور اگر اسم تفضیل کے معانی مراد لینے ہوں تو مصدر کے شروع میں اشد لگا دیتے ہیں، یہ اصل میں اشد تاخراً تھا تخفیف کے طور پر اس کو آخر بنا دیا ہے۔

الازالة: ...... مصدر باب أَزَالَ بروزن افعال، بمعنی زائل کرنا۔ ہفت اقسام سے اجوف یائی ہے۔

شيئًا: ......مصدر باب شَاءَ يَشاء بروزن خَافَ (علم) ہفت اقسام سے اجوف یائی اور مہموز اللام۔

يُشبه: ......واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب أَشْبَهَ بروزن افعال بمعنی مانند ہونا اور مشابہ ہونا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

نهيتكم: ......واحد متکلم فعل ماضی معروف باب نهٰی ينْهٰی بروزن منع، بمعنی منع کرنا اور روکنا۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

فزوروها: ......جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف باب زَارَ يَزُوْرُ بروزن نصر،

بمعنی زیارت کرنا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

مَسَّت: ...... واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف باب مَسَّ یَمَسُّ بروزن علم بمعنی چھونا، پہنچنا، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆..........☆☆

النسخ:

لغوی لحاظ سے اس کا معنی زائل کرنا اور نقل کرنا ہے۔ جب سورج سائے کو ختم کر دے تو ہم کہتے ہیں: "نَسَخَتِ الشَّمْسُ الظِلَّ" کہ سورج نے سائے کو زائل کر دیا۔ اور اسی طرح "نَسَخْتُ الْكِتَابَ" اس وقت کہو گے جب تم ایسی چیز نقل کرو جو کتاب کے الفاظ کے مشابہ ہو یعنی کتاب کی عبارت نقل کرنا۔

شریعت کے اعتبار سے نسخ کا مطلب ہوتا ہے کسی شرعی حکم کو اس سے بعد والی شرعی دلیل کے ذریعے ختم کرنا۔

نسخ کی پہچان قرائن یا چند امور سے ہوتی ہے ان میں سے ایک نص ہے واضح دلیل اور یہ سب سے زیادہ صریح بات ہے (جس سے نسخ کی معرفت ہوتی ہے) جیسا کہ حدیث ہے: "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا" میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا لہٰذا اب تم زیارت کر لیا کرو۔ (مسلم)

ان میں دوسرا وہ ہے کہ اس کے متاخر ہونے کی خبر صحابی دے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "كَانَ آخِرَ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ" دو معاملوں میں سے نبی ﷺ کا آخری عمل آگ پر پکی چیز (کھا کر) وضو نہ کرنا تھا۔ (ترمذی)

شروع اسلام میں آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا تھا جبکہ بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا البتہ اونٹ کا گوشت اب بھی یہی حکم رکھتا ہے۔

ان میں سے تیسرا وہ ہے جو تاریخ سے پہچانا جائے۔ البتہ وہ معاملہ جسے بعد میں اسلام

والا صحابی اپنے سے پہلے اسلام لانے والے صحابی کے مخالف بیان کرے تو وہ نسخ پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ احتمال ہے کہ بعد والے صحابی نے اس حدیث کو اس صحابی سے سنا ہو جو اس مقدم سے بھی پہلے اسلام لانے والا ہے یا اسی جیسے دوسرے صحابی سے سنا ہو لہٰذا اس (بعد والے) نے واسطہ گرا کر بیان کر دیا۔

اجماع ناسخ نہیں ہوتا بلکہ نسخ پر دلالت کرتا ہے (یعنی اجماع سے یہ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ فلاں دلیل فلاں مسئلہ کی ناسخ ہے لیکن بذاتِ خود کسی شرعی مسئلہ کو منسوخ نہیں کر سکتا)۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل جملوں میں سے غلط اور صحیح کی توضیح کیجیے:

۱۔ ثقہ کے اضافے کو شاذ کا نام دیا جاتا ہے۔
۲۔ شاذ کا تعلق سند اور متن دونوں سے ہوتا ہے۔
۳۔ منکر روایت کا تعلق صرف متن سے ہوتا ہے۔
۴۔ منکر اور شاذ میں کوئی فرق نہیں ہے۔
۵۔ امام شافعی امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

مندرجہ سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے:

۱۔ روایت میں ثقہ کے اضافے کی کوئی مثال تحریر کیجیے۔
۲۔ شاذ کی اقسام کی وضاحت کیجیے اور یہ بتلایئے کہ ان میں سے مردود کون سی ہے؟
۳۔ خبر منکر کی مثال سے وضاحت کیجیے۔
۴۔ متابعت کا مفہوم اپنے الفاظ میں واضح کیجیے۔ نیز بتایئے کہ اس سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔
۵۔ کیا متابعت میں صحابی کا ایک ہونا شرط ہے؟
۶۔ متابع اور شاہد کی تعریف میں اختلاف کی وضاحت کیجیے۔
۷۔ جب حدیث میں بظاہر تعارض ہو تو کیا کیا جائے گا؟
۸۔ کیا توقف کا مرحلہ متعارض روایت کو ترجیح دینے سے پہلے کا ہے؟
۹۔ نسخ کی تعریف کیجیے نیز واضح کیجیے کہ نسخ کو پہچاننے کی کیا طریقے ہیں؟
۱۰۔ کیا اجماع کسی حدیث کو منسوخ کر سکتا ہے؟

خبر مردود اور اسے ردّ کرنے کے اسباب

مفرداتِ باب

المخبر: ...... واحد مذکر اسم فاعل، باب اَخْبَرَ بروزن افعال، بمعنی خبر دینا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

سقوط: ...... اسم مصدر باب سقط بروزن نصر بمعنی گرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الجهابذة: ...... یہ الجَهْبِذُ کی جمع ہے بمعنی پرکھنے والا، دانا۔

المطلعون: ...... جمع مذکر اسم فاعل باب اِطَّلَعَ بروزن افتعال بمعنی جاننا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

ملاقات: ...... مصدر باب لاقی یلاقی بروزن مفاعلہ، بمعنی ملنا اور ملاقات کرنا۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

تحدید: ...... مصدر باب حَدَّدَ بروزن تفعیل، بمعنی حد مقرر کرنا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

موالید: ...... یہ مَولِدٌ کی جمع ہے بمعنی جننے کا وقت جو کہ وَلَدَ یَلِدُ سے ظرف زمان کا صیغہ ہے بروزن ضرب ہفت اقسام سے مثال واوی۔

وفیاتهم: ...... یہ وفات کی جمع ہے بمعنی موت۔

ازمان: ...... یہ زَمَن کی جمع ہے بمعنی زمانہ، وقت۔

☆☆..........☆☆

خبر مردود:

وہ ہے کہ اس کے متعلق خبر دینے والے کی سچائی راجح نہ ہو۔ کثیر الانواع کی طرف یہ منقسم

ہوتی ہے (حتی کہ) بعض محدثین نے انہیں چالیس سے زیادہ اقسام تک پہنچایا ہے۔ مجموعی لحاظ میں یہ دو اسباب کی طرف لوٹتی ہے:

۱۔ سند سے پہلے ایک یا زیادہ رواۃ کا گرنا۔

۲۔ سند کے بعض رواۃ میں طعن۔

راوی کے گرنے کی انواع:

سند سے راوی کے گرنے کی دو اقسام ہیں:

۱۔ ایک بالکل واضح اور نمایاں جس کی معرفت میں اشتراک حاصل ہو (یعنی ہر ایک کو سمجھ آجائے کہ یہاں راوی گرا ہے)۔

۲۔ دوسرا مخفی جسے صرف سمجھ دار اور حدیث کے طرق و اسناد کی علتوں پر اطلاع پانے والے (یعنی ماہرین) ہی حاصل کر سکیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی ادراک نہ کر سکے۔

پہلی قسم کی معرفت راوی جس سے روایت لے رہا ہے اس کی عدم ملاقات سے ہوتی ہے یا تو اس لیے کہ راوی نے اس کا زمانہ نہیں پایا ہوتا یا زمانہ تو پالیا لیکن دونوں اس مروی حدیث کے لیے جمع نہ ہوئے ہوں اور نہ ہی اس راوی کو اس کی طرف سے اجازت ہے اور نہ ہی وجادت ہے۔ (نوٹ: اجازت اور وجادت کی بحث آگے آئے گی، ان شاء اللہ)

اسی لیے علم تاریخ کی طرف محتاج ہوا گیا ہے کیونکہ یہ علم رواۃ کی تاریخ پیدائش و وفات کی حد بندی ان کے طلب علم اور اسفار کے زمانوں کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے۔

راوی کے گرنے کے اعتبار سے خبر مردود کی اقسام

اس کی چھ اقسام ہیں:

(۱) المعلق:

وہ خبر ہے جس کی سند کے ابتدا سے ایک یا زیادہ راوی حذف کیے گئے ہوں۔ معلق اور اس طرح کی دیگر روایات کو میں محذوف راوی کی حالت سے عدم واقفیت کی وجہ سے مردود کی اقسام شمار کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری میں معلق روایات بکثرت ہیں چنانچہ امام نووی نے فرمایا: ان میں سے جو صیغہ جزم (یعنی معلوم صیغے) کے ساتھ ہو مثلاً قَالَ (اس نے کہا) ذَکَرَ (اس نے ذکر کیا) رَوَی (اس نے روایت کیا) درآں حالیکہ معروف صیغہ پر بنیاد رکھی گئی ہو تو منسوب الیہ تک اس کی صحت کا حکم ہے۔ اور جس میں صیغہ جزم نہیں مثلاً قِیلَ (کہا گیا) ذُکِرَ (تذکرہ کیا گیا) رُوِیَ (روایت بیان کی گئی) درآں حالیکہ مجہول صیغہ پر بنیاد رکھی گئی ہو تو منسوب الیہ تک اس کے صحیح ہونے کا حکم نہیں۔

محقق جب اس سے استدلال کا ارادہ رکھے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ اس کی سند کے رواۃ کے حالات کی جانچ پرکھ کر لے۔ (نوٹ: یاد رہے صحیح بخاری کی جن روایات کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے ان میں معلق روایات شامل نہیں)۔

(۲) المرسل:

وہ خبر ہے جسے تابعی نبی ﷺ کی طرف مرفوع بیان کر دے/منسوب کر دے۔ گویا کہ کہے رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا یا اس طرح کیا وغیرہ۔ یہ لفظ مرسل عربیوں کے اس قول

سے ماخوذ ہے "نَـــاقَةٌ رَسْـلٌ" یعنی تیز اونٹنی۔ گویا کہ ارسال کرنے والے نے حدیث کی طرف جلد بازی کی اور اس کی سند کا کچھ حصہ حذف کر دیا۔

مرسل کو جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے محذوف راوی کی حالت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مردود کی اقسام میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ احتمال ہے کہ محذوف راوی صحابی ہو یا تابعی اور دوسری صورت پر یعنی تابعی ہونے کی شکل میں اس کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کا احتمال ہے۔

مرسل کا حکم

مفرداتِ باب

سریعة: ...... سَرُعَ یَسْرُعُ سے اسم فاعل سَرِیْعٌ کی مؤنث سَرِیْعَةٌ جلدی جانے والی، اس کی جمع سِرَاعٌ استعمال ہوئی ہے۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

مبنیًا: ...... واحد مذکر اسم مفعول باب بنیٰ بروزن ضرب، بمعنی بنایا گیا۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

مستدلین: ...... جمع مذکر اسم فاعل باب استدل بروزن استفعال، بمعنی دلیل پکڑنے والے، دلیل لینے والے۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

أحالك: ...... واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم باب أحالك بروزن افعال، بمعنی سپرد کر دیا، موڑ دیا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

مؤنة: ...... یہ اسم مشتق ہے باب مأن بروزن منع سے ہے اس کی جمع مُؤن آتی ہے بمعنی بوجھ، مکلف۔

انضم: ...... واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم باب انضم بروزن انفعال، بمعنی ملنا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆............☆☆

جمہور محدثین اکثر فقہاء اور اصولی حضرات مرسل روایت کو مردود سمجھتے ہیں۔ یہ ان کا یہ استدلال اس بات سے ہے کہ مجہول جس کا نام لیا گیا ہو، کی روایت جب قبول نہیں تو ارسال کرنے والی کی بالاولیٰ مردود ہے، کیونکہ مروی عنہ مجہول العین اور مجہول الحال ہونے کی صورت میں محذوف ہے۔

تینوں ائمہ ابو حنیفہ، مالک اور ایک روایت میں امام احمد سے بیان کیا گیا ہے کہ مرسل روایت علی الاطلاق مقبول ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ کسی راوی سے خاموشی اختیار کرنا اس کے عادل ہونے کی خبر ہے کیونکہ خاموش رہنے والا خود عادل ہے اور اسے علم بھی ہے کہ اس محذوف راوی کی روایت پر عام شرعی حکم مرتب ہوگا۔ (لہٰذا ایسا عادل جسے حذف کرے گا وہ بھی ثقہ ہوگا)۔

بعض محدثین نے یہاں تک کہہ دیا کہ مرسل روایت متصل سے زیادہ قوی ہے کیونکہ متصل بیان کرنے والے نے آپ کو اس روایت کی سند، اس کے رواۃ کے حالات میں جانچ پڑتال کرنا اور ان کے متعلق تحقیق کرنے کے سپرد کر دیا ہے جبکہ جس نے اپنے علم، دین، امانت، امامت اور ثقاہت کے باوجود روایت کو مرسل کیا تو یقیناً اس نے تیرے لیے اس روایت کی صحت کا قطعی فیصلہ دیا اور تجھے اس کے رواۃ کے حالات کی جانچ پڑتال کی مشقت سے بے نیاز کر دیا۔

بعض اہل علم جن میں امام شافعی شامل ہیں کبار تابعین جیسے کہ سعید بن مسیب وغیرہ کی مرسل روایت کو قبول کرنے کی طرف گئے ہیں بشرطیکہ جب اس کے ساتھ اسے تقویت دینے والی چیز (قرینہ) مل جائے (یعنی) گویا کہ وہ دوسری سند سے متصل بیان کی گئی ہو یا قول صحابی کی موافقت میں ہو یا اکثر اہل علم نے اس روایت کے مطابق فتویٰ دیا ہو۔

اس کو مضبوطی سے لینا کہ مرسل کے حکم میں جو اختلاف گزرا ہے یہ مراسیل الصحابہ کے علاوہ میں ہے۔ صحیح اور مشہور موقف جس کے متعلق جمہور اہل علم نے قطعی فیصلہ یہ دیا ہے کہ صحابی کی مرسل حجت ہے کیونکہ صحابہ کا غیر صحابہ سے روایت کرنا نادر ہے۔ اور جب یہ غیر صحابی سے روایت لیتے ہیں تو وضاحت کر دیتے ہیں۔

چنانچہ صحابہ جب (بغیر واسطے کے نبی ﷺ سے) مطلق بیان کریں تو ظاہر بات ہے کہ محذوف راوی صحابہ میں سے ہی ہوگا اور وہ تمام کے تمام عادل ہیں۔

(۳) المعضل

وہ روایت ہے جس کی سند سے دو یا دو سے زیادہ راوی لگاتار حذف کیے گئے ہوں۔ یہ نام "أَعْضَلَهُ" سے ماخوذ ہے بمعنی اسے تھکا دیا، (گویا راوی تھک گیا اور واسطے ترک کر دیے)۔

(۴) المنقطع

مفرداتِ باب

بمقتضاه: ......واحد مذکر اسم مفعول، باب اقتضیٰ بروزن افتعال، بمعنی تقاضا کرنا، آخر میں "ہ" ضمیر ہے۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

عـدول: ......مصدر ہے باب عَـدل بروزن ضرب سے یہ مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المعضل: ......واحد مذکر اسم مفعول، باب اَعْضَلَ بروزن افعال ہفت اقسام سے صحیح۔

التوالی: ......مصدر ہے باب تفاعل سے بمعنی پے در پے۔

اعیاہ: ......واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، باب اعییٰ بروزن افعال ہفت اقسام میں لفیف یائی۔

المنقطع: ......واحد مذکر اسم فاعل باب انقطع بروزن انفعال، بمعنی جدا ہونا، الگ ہونا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المدلِّس: ......واحد مذکر اسم فاعل باب دَلّس بروزن تفعیل، ہفت اقسام سے صحیح، مفتوح اللام کے وقت اسم مفعول ہوگا۔

☆☆............☆☆

منقطع:

وہ ہے جس کی سند سے ایک یا زیادہ راوی حذف کیے گئے ہوں لیکن پے در پے نہ ہوں۔

(۵) المدلس (بفتح اللام):

لغوی لحاظ سے تدلیس عیب چھپانے کو کہتے ہیں یہ دلس سے ماخوذ ہے جس کا معنی

اندھیرا ہے، گویا تدلیس کرنے والے نے سامع پر معاملہ اندھیرے میں رکھا، کیونکہ اس نے درست طریقے (بات) کو چھپا دیا۔

تدلیس کی دو اقسام ہیں:

(۱) تدلیس الاسناد:

راوی اپنے استاد کو گرا دے اور اپنے استاد کے شیخ سے روایت کرے یا دوسرے ہم عصر سے روایت لے جس سے ملاقات تو ہے (لیکن) سماع نہیں، نیز اس کی طرف سے اسے نہ تو اجازت ہے اور نہ ہی وجادت۔ روایت ایسے الفاظ سے کرے جو اتصال کا احتمال رکھتے ہیں، لفظ "عَنْ، قَالَ" کی طرح۔

اس کی انواع میں سے بری ترین قسم تدلیس التسویة ہے۔ وہ یہ ہے کہ دو ثقہ رواۃ جن کی آپس میں ملاقات ہے کے مابین ضعیف آدمی سے کوئی راوی روایت لے وہ (اس ضعیف) کو گرا دے اور اپنے ثقہ استاد کو دوسرے ثقہ راوی سے ملا کر روایت کرے۔

حافظ عراقی نے کہا ہے کہ جن راویوں کے متعلق یہ بات (تدلیس التسویۃ) معروف ہے ان میں سے بقیہ بن ولید اور ولید بن مسلم ہے جو آزادی کی نسبت سے قرشی ہے۔

(۲) تدلیس الشیوخ:

راوی اپنے استاد کا تذکرہ اس چیز کے ساتھ کرے جو لوگوں کے ہاں مشہور نہیں اس کا تعلق نام سے ہو یا کنیت سے یا لقب سے یا کوئی اور چیز (یعنی اپنے استاد کا غیر معروف نام، کنیت، لقب یا کوئی اور صفت کے ساتھ تذکرہ کرے تاکہ سننے والا دھوکہ کھا جائے)۔

جو راوی غیر ثقہ رواۃ سے تدلیس کرنے میں معروف ہو اس کی حدیث قبول نہیں کی جائے گی یہاں تک کہ سماع کی صراحت کر دے۔

(٦) المرسل الخفی

راوی اپنے ہم عصر سے روایت لے اور اس راوی اور مروی عنہ کے مابین ملاقات معروف نہیں اور نہ ہی اس کی طرف سے اجازت ہے اور نہ ہی وجادت۔ روایت ایسے الفاظ سے کرے جو اتصال کا وہم ڈالتے ہیں۔ مثلاً عَنْ اور قَالَ۔

اس کی مثال وہ روایت ہے جسے امام ابن ماجہ نے عمر بن عبدالعزیز عن عقبۃ بن عامر عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا کہ فرمایا: "رَحِمَ اللّٰهُ حَارِسَ الْحَرْسِ" اللہ تعالیٰ محافظ دستے کا پہرہ دینے والے پر رحم کرے۔ حافظ مزی تحفۃ الاشراف میں کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کی حضرت عقبہ سے ملاقات نہیں۔

تدلیس اور مرسل خفی کو کن ذرائع سے پہچانا جاتا ہے؟

تدلیس اور ارسال خفی چند باتوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ تدلیس یا ارسال کرنے والا بذاتِ خود اس کی خبر دے۔ ان میں سے دوسری یہ ہے کہ راوی کا مروی عنہ سے مطلقاً عدم سماع معروف ہو یا اس فن کے أئمہ میں سے کسی ماہر امام کی وضاحت سے پتہ چلے کہ اس مخصوص حدیث میں عدم سماع ہے۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل جملوں میں سے غلط اور صحیح کی نشاندہی کیجیے:

۱۔ رُوِیَ صیغہ جزم ہے۔

۲۔ مشکوۃ المصابیح میں چونکہ سبھی روایات معلق ہیں اس لیے ان کی تحقیق کی جائے گی۔

۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرسل روایات قابل قبول نہیں ہیں۔

۴۔ تدلیس التسویہ تدلیس کی بری ترین قسم ہے۔

۵۔ عمر بن عبدالعزیز کی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت ہے۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے:

۱۔ خبر مردود کے اسباب کون سے ہیں؟

۲۔ علم اسماء الرجال کیوں وجود میں آیا؟

۳۔ راوی کے گرنے کے لحاظ سے خبر کی کتنی اقسام ہیں؟

۴۔ مرسل روایت کو رد کرنے کی کیا وجہ ہے؟

۵۔ مرسل روایت کو قبول کرنے والے محدثین کی دلیل ذکر کیجیے۔

۶۔ مرسل روایت کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا کیا نقطہ نظر ہے؟

۷۔ تدلیس کی وجہ تسمیہ بیان کیجیے۔

۸۔ تدلیس اسناد اور تدلیس تسویہ میں کیا فرق ہے؟

۹۔ اپنے استاد کو غیر معروف نام سے ذکر کرنے کو کیا کہا جاتا ہے؟

۱۰۔ مرسل خفی اور تدلیس اسناد میں کیا فرق ہے؟

راوی میں طعن کے اسباب

مفردات باب

تَـرْجِعُ: ......واحد مؤنث غائب مضارع معروف باب رجع بروزن ضرب، بمعنی لوٹنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

تعود: ......واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف باب عَادَ بروزن نصر، بمعنی لوٹنا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

اليك تـرتيبهـا: ......اِلیكَ یہ ضمیر مجرور بحرف جر ہے اور ترتیب مصدر ہے، باب رتب بروزن صَرَّفَ سے بمعنی ترتیب لگانا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

☆☆............☆☆

راوی پر طعن کے اسباب:

راوی میں جرح کے دس اسباب ہیں ان میں سے پانچ عدالت راوی کی طرف لوٹتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

الـكـذب (نبی ﷺ پر جھوٹ بولنا) التهـمـة بـالكـذب (عام لوگوں سے جھوٹ بولنا) الفسق (فسق) البدعة (بدعت) الجهالة (جہالت)۔

جبکہ بقیہ پانچ راوی کے ضبط کی طرف راجع ہیں اور وہ یہ ہیں:

فـحش الغلط (فاش غلطیاں کرنا) كثـرة الغفلة (غفلت کی کثرت) الوهـم (وہم کرنا) مخالفة الثقات (ثقہ راویوں کی مخالفت کرنا) سوء الحفظ (برا حافظہ یعنی حافظہ کی شدید کمزوری) رد میں شدت تاثیر کے لحاظ سے ان کی ترتیب لازم پکڑ۔

پہلا سبب:

راوی کا رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا، نبی ﷺ پر جھوٹ بولنے والے کی روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔

خبر موضوع اور اس کو روایت کرنے کا حکم

مفردات باب

الاختلاق: ......مصدر باب اختلق بروزن افتعال، بمعنی جھوٹ گھڑنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

عِوَارِھَا: ......اسم مصدر باب عَوِر بروزن علم، بمعنی عیب دار ہونا، کانا ہونا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

☆☆............☆☆

لغوی لحاظ سے وضع کا معنی جھوٹ گھڑنا اور افتراء کرنا ہے۔ چنانچہ خبر موضوع سے مراد رسول اکرم ﷺ کے ذمہ لگائی گئی اور گھڑی گئی روایت ہے۔

موضوع روایات کو علی الاطلاق بیان کرنا حرام ہے البتہ اگر اس کے جھوٹا ہونے اور معیوب ہونے کی وضاحت ہو تو پھر ٹھیک ہے۔

اسے روایت کرنے کی حرمت اس قول رسول ﷺ کی وجہ سے ہے:

((مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَذَّابِيْنَ))

"جو میری طرف سے حدیث بیان کرے جسے وہ جھوٹا خیال کرتا ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔" (مسلم)

احادیث گھڑنے کے اسباب

مفرداتِ باب

قَصَدَ: ......مصدر باب قصد بروزن ضرب بمعنی توجہ کرنا، ہفت اقسام سے صحیح۔

التَّقَرُّب: ......مصدر باب تفعل، بمعنی قربت ڈھونڈنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یُرَغِّبُ: ......واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب رَغَّبَ بروزن تفعیل، بمعنی راغب کرنا، یہ باب افعال سے بھی بن سکتا ہے۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یُرْهِبُهُمْ: ......واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب أَرْهَبَ بروزن افعال، بمعنی ڈرانا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المَنْسُوبِيْن: ......جمع مذکر اسم مفعول باب نسب بروزن نصر اور ضرب دونوں سے آسکتا ہے، بمعنی نسبت کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الوَضَّاعِيْنَ: ......یہ وَضَّاعٌ کی جمع ہے جو کہ باب وضع بروزن منع سے مبالغہ کا صیغہ ہے بمعنی بات کرنا ہفت اقسام سے مثال واوی۔

نَكْبَة: ......باب نَكَبَ بروزن نصر سے اسم مرۃ ہے اس کی جمع نَكَبَات آتی ہے بمعنی مصیبت ہفت اقسام سے صحیح۔

يَثِقُوْنَ: ......جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف باب وَثَقَ يَثِقُ بروزن ضرب، بمعنی اعتماد کرنا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

حِسبَة: ......اسم مصدر باب حَسَبَ بروزن نصر، بمعنی ثواب وجزاء، شمار کرنا، یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المُلَقَّبُ: ......واحد مذکر اسم مفعول باب لَقَّبَ بروزن تفعیل، بمعنی لقب دینا۔ ہفت

اقسام سے صحیح ہے۔

☆☆..........☆☆

احادیث گھڑنے کے اسباب:

روایات گھڑنے اور جھوٹ بولنے کے اسباب بکثرت ہیں، ان میں چند حسب ذیل ہیں:

ایسی روایات گھڑ کر اللہ کا قرب حاصل کرنا مقصود ہو جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف راغب کریں اور اس کی نافرمانی سے لوگوں کو ڈرائیں جیسا کہ زہد و اصلاح کی طرف منسوب ہونے والے بعض لوگوں نے کیا (انہیں صوفی منش کہا جاتا ہے)۔ احادیث گھڑنے والوں میں سے یہ حضرات برے ترین اور مصیبت و آزمائش کے لحاظ سے زیادہ شدید ہیں۔ کیونکہ لوگ ان پر ان کے اصلاح کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ایک تو اعتماد کرتے ہیں دوسرے ان کی طرف میلان رکھتے ہیں۔

ایسے صوفی منش لوگوں میں سے کہ جو اللہ تعالیٰ کا تقرب اور اس سے اجر کی امید رکھتے ہوئے جھوٹ بولتے تھے، ابو عصمہ نوح بن ابی مریم مروزی قاضی مرو ہے اس کا لقب نوح الجامع ہے اس نے امام ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ سے فقہ حاصل کی تھی (یعنی ان کا شاگرد تھا)۔ اسے کہا گیا تمہارے پاس فضائل قرآن سے ایک ایک سورت کے حوالے سے عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے روایات کہاں سے آگئیں؟ حالانکہ عکرمہ کے شاگردوں کے پاس ایسی روایات موجود نہیں۔ اس نے جواب دیا: میں نے لوگوں کو دیکھا کہ قرآن سے اعراض کر بیٹھے اور ابو حنیفہ کی فقہ و ابن اسحاق کی مغازی میں مشغول ہو گئے تو میں نے اجر کی امید سے یہ حدیث گھڑیں۔

(۲) حکام لوگوں کا قرب حاصل کرنا

مفردات باب

التَّـزَلُّفُ: ...... مصدر باب تَـزَلَّف بروزن تفعل، بمعنی آگے ہونا، قریب ہونا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

اھـواء ھم: ...... یہ الھَوَی کی جمع ہے جو کہ باب ھَوِیَ بروزن علم سے اسم مشتق ہے بمعنی خواہش نفس اور آخر میں "ھم" ضمیر ہے۔

☆☆............☆☆

حکام کی خواہشات کے موافق روایات گھڑ کر ان کا تقرب حاصل کرنا جیسا کہ غیاث بن ابراہیم نخعی کوفی کا امیر المومنین المہدی العباسی کے ساتھ واقعہ ہے۔ یہ کبوتر کو پسند کرتے اور کھیلا کرتے تھے۔ چنانچہ غیاث ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ ان کے سامنے کبوتر تھا۔ چنانچہ اس نے کہا مجھے فلاں نے فلاں سے حدیث سنائی، اپنی پوری سند بیان کر دی اور کہا بلاشبہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "لَا سَبَقَ اِلَّا فِی نَصْلٍ اَوْ خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ اَوْ جَنَاحٍ" نہیں ہے مقابلہ مگر نیزہ بازی یا اونٹ دوڑ یا گھڑ دوڑ یا پرندوں میں۔

اس نے حدیث میں "اَوْ جَنَاحٍ" (پرندوں میں) کا اضافہ کر دیا لہٰذا خلیفہ مہدی کو علم ہو گیا کہ اس (غیاث) نے اس کی (خلیفہ کی) وجہ سے جھوٹ گھڑا ہے تو اس نے کبوتر کو ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔

(۳) اہل اسلام پر دین کو بگاڑنا

مفرداتِ باب

لاَ سَبَقَ: ......اسم مشتق ہے باب سَبَقَ بروزن ضرب، اس کی جمع اسباق آتی ہے بمعنی بازی، دوڑ کا میدان۔

الزَّنَادِقَة: ......اس کی واحد زندیق ہے جو کہ تزندق بروزن تدحرج (تفعلل) سے صفت کا صیغہ ہے، بمعنی بے دین ہونا، باطنی کافر ہونا ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

خدیعة: ......اس کی جمع خدائع ہے بمعنی فریب، دھوکا، مکر و حیلہ۔

☆☆............☆☆

جیسا کہ ان زندیق (بے دین) حضرات نے کیا جو لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ (یعنی) بیان بن سمعان کی طرح کے لوگ جس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ اسے خالد بن عبداللہ القسری نے قتل کر کے جلا دیا تھا۔

(۴) کمائی کا ذریعہ:

روایات وضع کر کے روزی روٹی کمانا جیسا کہ قصہ گو حضرات کا وطیرہ ہے (جیسے کہ ابوسعید مدائنی نے کیا)۔

(۵) اپنی رائے کو تقویت دینا:

یعنی اپنے خودساختہ مسلک کو بچانے کے لیے روایات گھڑ لینا (جیسا کہ شیعہ نے کیا)۔

(۶) شہرت کے حصول کے لیے نادر روایات پیش کرنا (جیسا کہ ابن ابو دحیہ اور حماد نصیبی نے کیا)۔

وضع کو پہچاننے کے ذرائع

مفردات باب

التکسب: ......باب تفعل سے مصدر ہے بمعنی کمائی کرنا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

والارتزاق: ...... باب افتعال سے مصدر بمعنی روزی مانگنا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الاغراب: ...... باب افعال سے مصدر بمعنی عجیب چیز لانا، نوادرات بیان کرنا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الانتصار: ...... باب افتعال سے مصدر بمعنی مدد کرنے میں غالب ہونا، ہفت اقسام سے صحیح۔

الاشتهار: ...... باب افتعال سے مصدر بمعنی مشہور ہونا ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

تأویل: ...... مصدر باب اوّل بروزن تفعیل، بمعنی تاویل کرنا، تغیر کرنا۔ ہفت اقسام سے مہموز الفاء اور اجوف واوی ہے۔

طافت: ......واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف باب طاف یطوف بروزن نصر، بمعنی گھومنا اور چکر کاٹنا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

☆☆..........☆☆

وضع کو پہنچاننے کے ذرائع:

چند چیزوں سے وضع کی پہچان ہوتی ہے ان میں ایک روایات گھڑنے والے کا بذات خود اس کا اعتراف کرنا جیسا کہ نوح بن ابی مریم نے اعتراف کیا جو ابھی ذکر کیا گیا ہے۔

اسی طرح میسرہ بن عبدربہ الفارسی نے اعتراف کیا کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ستر احادیث گھڑی ہیں۔ ان میں دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ روایت جس کے مخالف ہو

اور تاویل کو بھی قبول نہ کر سکے جیسا کہ حدیث ہے: ”بلاشبہ حضرت نوح کی کشتی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔“

اس روایت کو حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ کی سند سے بیان کیا ہے اور یہ (عبدالرحمٰن) ضعیف ہے۔

دوسرا سبب (التهمة بالكذب):

اس کی دو صورتیں ہیں: راوی لوگوں کے ساتھ اپنی گفتگو میں جھوٹ بولنے کے ساتھ معروف ہو یا اپنی روایت بیان کرنے میں منفرد ہو جو دین کے عام معروف قواعد کے مخالف ہے۔ المہتم بالکذب کی روایت کو متروک کا نام دیا گیا ہے۔

اس کی مثالوں میں صدقة دقیقی عن فرقد عن سرہ عن ابی بکر کی روایات ہیں نیز عمرو بن شمر عن جابر الجعفی عن الحارث عن علی بن ابی طالب کی روایات بھی ہیں۔

تیسرا، چوتھا اور پانچواں سبب

مفرداتِ باب

القواعد: ...... یہ القاعدة کی جمع ہے بمعنی بنیاد۔

المعلومة: ...... واحد مؤنث اسم مفعول باب علم، بمعنی جاننا ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یُسَمّٰی: ...... واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول باب سَمّٰی یُسَمِّی بروزن تفعیل، بمعنی نام رکھنا۔ ہفت اقسام سے ناقص واوی ہے۔

☆☆..........☆☆

فحش غلط الراوی، کثرت غفلت وفسق:

راوی کا سنگین غلطیاں کرنا، اس کا بکثرت غفلت کا شکار ہونا اور ایسا فسق (گناہ کرنا) جو کہ کفر کی حد تک نہیں پہنچتا۔ جو محدثین لفظ منکر صرف اس روایت پر ہی نہیں بولتے جو ثقہ کی مخالفت میں ضعیف راوی کی روایت ہو۔ ان کے نزدیک مذکورہ تینوں کی روایت کو منکر کا نام دیا گیا ہے۔

اس کی مثال وہ حدیث ہے جسے امام نسائی اور ابن ماجہ نے ابوزکیر یحییٰ بن محمد بن قیس عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے مرفوعاً بیان کیا کہ:

((كُلُوْا الْبَلْحَ بِالتَّمْرِ فَإِنَّ ابْنَ اٰدَمَ إِذَا أَكَلَهُ غَضِبَ الشَّيْطَانُ))

"کچی (ہری) کھجور کو پکی کھجور (چھوہارے) کے ساتھ کھاؤ کیونکہ جب ابن آدم اسے کھاتا ہے تو شیطان غضب ناک ہوتا ہے۔"

چھٹا سبب وہم الراوی

مفرداتِ باب

راوٍ: ......واحد مذکر اسم فاعل باب رَوٰی یَرْوِی بروزن ضرب، بمعنی بیان کرنا، روایت کرنا۔ ہفت اقسام سے لفیف مقرون ہے۔

اغمض: ......واحد مذکر اسم تفضیل باب غمض بروزن نصر اور کرم دونوں سے آسکتا ہے بمعنی کلام کا دقیق اور پیچیدہ ہونا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

ثاقبا: ......واحد مذکر اسم فاعل باب ثقب بروزن نصر، بمعنی روشن ہونا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

لا تباغضوا: ......جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معلوم باب تفاعل، بمعنی ایک دوسرے سے بغض وکینہ رکھنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

لا تحاسدوا: ......جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معلوم باب تفاعل، بمعنی ایک دوسرے سے حسد کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

لا تدابروا: ......جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معلوم باب تفاعل، بمعنی پیٹھ پیچھے بات کرنا یعنی غیبت کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

ولا تنافسوا: ......جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معلوم باب تفاعل، بمعنی ایک دوسرے کے مقابلہ میں مبالغہ آرائی سے کام لینا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

اکذب: ......واحد مذکر اسم تفضیل باب کذب بروزن ضرب، بمعنی جھوٹ بولنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

ولا تَجَسَّسُوْا: ......جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معلوم باب تفعل، بمعنی کسی کی ٹوہ

لگانا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

ولا تجسسوا: ......جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معلوم باب تفعل، بمعنی کسی کی جاسوسی کرنا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

لم یقصر: ......واحد مذکر غائب فعل جحد معلوم باب قصر بروزن نصر بمعنی اقتصار کرنا، منحصر کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

البلحَ ، کچی: ...... کھجور کو کہتے ہیں لیکن یہ اس کی تیسری حالت ہے ابتدائی حالت کو طلعٌ کہتے ہیں اس کے بعد خلال اس کے بعد بَلَح اس کے بعد بسر پھر رطب اور آخر میں تمر جسے چھوہارا کہتے ہیں۔

☆☆..........☆☆

وہم الراوی:

وہ ہے کہ حدیث کو راوی وہم کے طریق پر بیان کرے۔ جیسے سند میں موقوف کو مرفوع یا منقطع کو متصل کرنے کے ساتھ وہم ہوتا ہے (اسی طرح) متن میں بھی ایک حدیث کو دوسری میں داخل کر دینے کے ساتھ واقع ہوتا ہے۔

وہم کبھی طعن ہوتا ہے جیسے مرسل کرنے کی علت ہے اور بسا اوقات طعن نہیں ہوتا ہے جیسے سند کے رواۃ میں سے کسی ایک راوی کے نام میں وہم ہو جانے کی علت ہے۔ اس کا ضابطہ اور اصول یہ ہے کہ خبر یا تو لازماً غریب ہوگی یا اس کے لیے ایک سے زیادہ سندیں ہوں گی۔

پہلی صورت میں اس کی سند میں طعن کرنے سے اس کے متن میں بھی طعن لازم آتا ہے اور اس کے برعکس بھی ہے (یعنی متن میں تنقید کرنے سے سند میں بھی تنقید لازم آئے گی)۔

اور دوسری صورت میں دونوں (سند اور متن) میں سے ایک پر تنقید اور طعن کرنے سے دوسرے پر جرح و تنقید لازم نہیں آئے گی۔ جس خبر میں وہم آجائے اسے "المُعَلُّ اور المُعَلَّلُ" کا نام دیا گیا ہے۔ یہ علوم حدیث کے زیادہ پیچیدہ علم میں سے ہے، اس کا ادراک

صرف وہی کر سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے روشن دماغ اور رواۃ کے مراتب و متون کی وسیع اطلاع سے نوازا ہو۔

سند میں وہم جو کہ عیب دار کرنے والا نہیں، کی مثال بخاری کے رواۃ میں سے ایک راوی یعلی بن عبید عن سفیان الثوری عن عمرو بن دینار عن ابن عمر عن النبی ﷺ کی حدیث ہے: "اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا" کہ خرید و فروخت کرنے والے اختیار کے ساتھ ہیں جب تک جدا نہ ہوں اس روایت میں یعلی بن عبید کو سفیان پر راوی کا نام عمرو بن دینار لینے میں وہم ہوا ہے حالانکہ سفیان کی روایت میں معروف عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر ہے۔

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ثوری سے روایت لینے میں یعلی بن عبید ضعیف جبکہ دیگر رواۃ میں ثقہ ہے۔

متن میں وہم کی مثال ابو سعید بن ابی مریم عن مالك عن الزهری عن انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: "لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا" ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو اور ایک دوسرے کے مقابلے میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لو۔

ان کا فرمانا: "وَلَا تَنَافَسُوْا" دراصل ابن ابی مریم نے دوسری حدیث سے لے کر اس روایت میں شامل کر دیا ہے وہ امام مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً ہے:

((اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا))

"اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کیونکہ بدگمانی جھوٹی ترین بات ہے، کسی کی ٹوہ نہ لگاؤ، جاسوسی نہ کرو، ایک دوسرے کے مقابلے میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لو اور آپس میں حسد نہ کرو۔"

ان دونوں حدیثوں پر اتفاق کیا گیا ہے (یعنی بخاری و مسلم میں ہیں) ماسوائے "وَلَا

تَنَافَسُوْا" کے لفظ کے اوران الفاظ کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

وہم، راوی کے تفرد اور دوسروں کی مخالفت سے پہچانا جاتا ہے لیکن دوسرے قرائن بھی ہیں جو اس پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس کی معرفت کا طریقہ حدیث کی سندوں کو جمع کرنا اور اس کے رواۃ کا ضبط واتقان میں اختلاف کو دیکھنا اور اس پر غور وفکر کرنا ہے۔

امام علی بن مدینی نے کہا: کسی مخصوص عنوان کی تمام سندوں کو جمع نہ کیا جائے تو اس کی غلطی واضح نہیں ہوتی۔

ساتواں سبب

مفرداتِ باب

تتضمن: ...... واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف باب تفعل، بمعنی کسی چیز کو ضمن میں لینا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المدرج: ...... واحد مذکر اسم مفعول باب ادرَج بروزن افعال بمعنی داخل کرنا، لپیٹنا۔ ہفت اقسام سے صحیح۔

سیاق: ...... اسم مصدر باب سَاقَ بروزن نصر، بمعنی اسلوب۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

☆☆..........☆☆

راوی کا ثقات کی مخالفت کرنا:

یہ مخالفت اپنے ضمن میں چھ انواع واقسام کو لیے ہوئے ہے:

ا۔ المدرج (بفتح الراء):

یہ "اَدْرَجْتَ الشَیءَ فِي الشَّیءِ" سے ماخوذ ہے۔ مطلب ہے جب تم ایک چیز کو دوسری میں داخل کرو اور اس کو اس سے ملا دو تو درج بالا جملہ کہا جاتا ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں:

(ا) مدرج الاسناد:

وہ حدیث جس کی سند کا سیاق بدل جائے، اس کی صورتوں میں ایک یہ ہے کہ کسی راوی کے پاس دو حدیثیں دو مختلف سندوں سے ہوں تو دونوں کو ان میں سے ایک سند کے ساتھ بیان کر دے یا ان دونوں حدیثوں میں سے ایک کو اس کی خاص سند سے بیان کرے اور اس میں دوسری حدیث سے کچھ الفاظ لے کر اضافہ کر دے۔

دوسری صورت:

راوی کے پاس کسی سند کے ساتھ متن موجود ہے البتہ اسی متن کا کچھ حصہ اس کے پاس دوسری سند سے ہے تو وہ پورے متن کو پہلی سند کے ساتھ بیان کر دے۔

تیسری صورت:

راوی نے کوئی حدیث اپنے استاد سے سنی مگر اس کا کچھ حصہ اس سے بالواسطہ سنا لیکن پھر وہ اس مکمل حدیث کو واسطہ گرا کر بیان کر دیتا ہے۔

چوتھی صورت:

راوی نے ایک گروہ سے حدیث سنی جن کا اس کی سند میں اختلاف ہے تو وہ ان سب سے بغیر ان کا اختلاف واضح کیے اتفاقی طور پر بیان کر دیتا ہے۔

(۲) مدرج المتن

مفردات باب

اسبغوا: ......جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف باب افعال، بمعنی مکمل کرنا، پورا کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

ویل: ......اس کا معنی ہلاکت، شر و برائی کا نزول ہے اور نیز یہ جہنم کی وادی کا نام ہے۔

للاعقاب: ...... یہ عَقِبٌ کی جمع ہے بمعنی ایڑھی۔

الطِّیَرَۃ: ......اسے طاء کے کسرہ اور یاء مفتوحہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے بمعنی جس سے بدشگون لیا جائے۔

☆☆............☆☆

مدرج المتن:

وہ روایت ہے جس کے متن میں بغیر فاصلے کے وہ بات داخل کر دی جائے جو اس میں سے نہیں، عموماً ادراج کا وقوع حدیث کے آخر میں ہوتا ہے جبکہ خبر کے شروع میں ادراج کا وقوع اس کے درمیان سے زیادہ ہے۔

اس کی مثالوں میں سے وہ حدیث ہے جسے خطیب بغدادی نے ابوقطن اور شبابہ کی سند سے عن شعبۃ عن محمد بن زیادہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کیا ہے:

((اَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ وَیْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) ﴿76﴾

''وضو مکمل طور پر اور اچھی طرح کرو، ایڑیوں کے لیے جہنم کی ہلاکت ہے (یعنی جو وضو میں خشک رہ جائیں)۔''

اس حدیث کا جملہ "اَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کلام سے مدرج ہے

کیونکہ امام بخاری نے اسی حدیث کو ادم بن ابی ایاس کی سند سے عن شعبة عن محمد بن زیاد عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: وضو اچھی طرح کیا کرو کیونکہ جناب ابو القاسم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: ایڑیوں کے لیے جہنم کی ہلاکت ہے۔

اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد خطیب بغدادی نے کہا: حدیث میں اس ترتیب پر جو ہم نے بیان کی ابوقطن اور شبابہ بن سوار کو شعبہ سے روایت لینے میں وہم ہوا ہے۔

اس کی دوسری مثال حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ))

''بدشگونی شرک ہے، ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جسے بدشگونی کا خیال نہ آتا ہو مگر اللہ تعالیٰ اسے توکل کی وجہ سے دور کر دیتا ہے۔''

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا ''حدیث حسن صحیح'' نیز کہا: میں نے امام بخاری محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ سے سنا کہ یہ جملہ ''وَمَا مِنَّا اِلَّا'' الخ میرے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کلام ہے (نہ کہ نبی ﷺ کی)۔

ادراج کے اسباب، اس کا حکم اور جس کے ذریعے اس کی معرفت ہوتی ہے

مفرداتِ باب

دواعی: ...... یہ داعیۃ کی جمع ہے جو کہ واحد مونث اسم فاعل کا صیغہ ہے باب دعا یدعو بروزن نصر بمعنی بلانا، دعوت دینا۔ ہفت اقسام سے ناقص واوی ہے۔

تفسیر: ......مصدر باب فسّر بروزن تفعیل بمعنی کسی چیز کو کھول کر بیان کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الغریبۃ: ......واحد مونث اسم فاعل باب غرُبَ بروزن کرم بمعنی ایسی کلام جس کا سمجھنا دشوار ہو۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

استنباط: ...... باب استفعال سے مصدر بمعنی کسی سے کوئی چیز اخذ کرنا، نکالنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

☆☆............☆☆

ادراج کی طرف دعوت دینے والے اسباب بکثرت ہیں ان میں ایک غریب الفاظ کی تفسیر کرنا دوسرا نبی ﷺ کی کلام سے حکم کو مستنبط کرنا، تیسرا کسی شرعی حکم کی وضاحت کرنا۔

ادراج فقط غریب لفظ کی تفسیر کرنے والا ہی جائز ہے یہ ممنوع نہیں جیسا کہ امام زہری اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے ایسا ادراج کیا ہے۔

ادراج کی معرفت چند امور سے ہوتی ہے:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ رواۃ میں سے بعض اس مدرج عبارت کی علیحدگی کی صراحت کر دیں اور اسے اس کے قائل کی طرف منسوب کر دیں، دوسرا رسول اکرم ﷺ کی طرف اس عبارت کا منسوب کرنا محال ہو۔

(۲) خبر مقلوب

مفردات باب

مقلوب: ......واحد مذکر اسم مفعول باب قلب بروزن ضرب، بمعنی پلٹ دینا اور الٹ دینا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المنقلب: ......واحد مذکر اسم مفعول باب انقلب بروزن انفعال، بمعنی الٹا جانا، واپس جانا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

لقیتم: ......جمع مذکر حاضر فعل ماضی معروف باب لَقِیَ یَلْقٰی بروزن علم، بمعنی ملاقات کرنا۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

فلا تبدؤھم: ......جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معروف باب بَدَءَ بروزن منع، بمعنی ابتدا کرنا۔ ہفت اقسام سے مہموز اللام ہے۔

بالسلام: ......اسم مصدر باب سَلَّمَ بروزن تفعیل، بمعنی سلامتی کی دعا کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

تصدق: ......واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف باب تفعل، بمعنی صدقہ خیرات کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

انفقت: ......واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف باب افعال، بمعنی خرچ کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

☆☆............☆☆

اس کا نام المنقلب بھی رکھا جاتا ہے، یہ وہ حدیث ہے جس کے بعض الفاظ کسی راوی پر بدل جائیں جس کی وجہ سے اس کا معنی تبدیل ہو جائے۔ قلب سند میں واقع ہوتا ہے جیسے متن

میں ہوتا ہے۔

اس کی پہلی صورت کی وضاحت یہ ہے کہ حدیث کسی راوی کے ساتھ مشہور ہو تو اس کی جگہ ندرت وغیرہ بیان کرنے کے لیے اسی کے طبقہ سے دوسرا راوی رکھ دیا جائے۔ ان رواۃ میں جو یہ کام کرتے ہیں حماد بن عمرو نصیبی ہے جس کی نسبت نصیبین شہر کی طرف ہے، امام بخاری نے فرمایا یہ منکر الحدیث ہے۔

اس کی مثالوں میں سے یہ حدیث ہے:

((اِذَا لَقِيْتُمُ الْمُشْرِكِيْنَ فِي الطَّرِيْقِ فَلَا تَبْدَؤُوْهُمْ بِالسَّلَامِ))

"جب تم کسی راستے میں مشرکین کو ملو تو ان سے سلام میں ابتداء نہ کرو۔"

سند کے راوی حماد بن عمرو نے اسے الٹ دیا تو اسے اعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ کی سند سے مرفوعا بیان کیا حالانکہ یہ عن سھیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔

سند میں قلب کی شکل میں سے وہ تبدیلی بھی جو رواۃ کے ناموں میں تقدیم وتاخیر کرنے واقع ہو۔ مثلاً مرہ بن کعب اور کعب بن مرہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا نام دوسرے کے والد کے نام کی طرح ہے۔

متن میں قلب کی مثال وہ ہے جسے امام مسلم نے سات آدمیوں والی حدیث سے بیان کیا جنھیں اللہ تعالیٰ اس دن سایہ نصیب کرے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

اس حدیث میں ہے:

((وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ يَمِيْنُهُ مَا أَنْفَقَتْ شِمَالُهُ))

"ایک وہ آدمی ہے جس نے کوئی صدقہ کیا اور اسے چھپایا یہاں تک کہ اس کے دائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہوا جو اس کے بائیں ہاتھ نے خرچ کیا۔"

حالانکہ یہ اس طرح تھا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو جو اس کے دائیں ہاتھ نے خرچ کیا جیسا کہ امام بخاری نے روایت کیا، نیز امام مسلم نے بھی اس حدیث کی اپنی دو روایتوں میں سے ایک میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

قلب میں سے یہ بھی ہے کہ کسی متن کی سند لے لی جائے اور اسے دوسرے متن پر رکھ دیا جائے اس سند کا متن لیا جائے اور اسے دوسری سند کے ساتھ رکھ دیا جائے جیسا کہ اہل بغداد نے امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری کے ساتھ کیا تھا۔

اس واقعہ کو خطیب نے اپنی تاریخ اور ابن حجر نے النکت علی ابن الصلاح میں ذکر کیا ہے۔(یہ واقعہ محل نظر ہے۔[ابوسفیان])

(۴) المزید فی متصل الاسانید

(یعنی متصل سند میں اضافہ کرنا)

مفرداتِ باب

المزید: ......واحد مذکر اسم مفعول باب زَادَ یَزِیْدُ بروزن ضرب، بمعنی اضافہ کرنا۔ ہفت اقسام سے اجوف یائی ہے۔

اتقن: ......تَقُنَ بروزن شَرُفَ سے اسم تفضیل واحد مذکر بمعنی زیادہ ماہر، زیادہ حاذق۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

تُرُجِحَتْ: ......واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول باب تَرَجَّحَ بروزن تفعل، بمعنی ترجیح قائم کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

لا تجلسوا: ......جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معروف باب جَلَس بروزن ضرب، بمعنی بیٹھنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

لا تصلوا: ......جمع مذکر حاضر فعل نہی حاضر معروف باب صَلّٰی بروزن تفعیل، بمعنی نماز ادا کرنا۔ ہفت اقسام سے ناقص واوی ہے۔

☆☆............☆☆

مزید فی متصل الاسانید:

وہ روایت ہے جس میں مخالفت سند کے مابین کہ جس کا ظاہر متصل ہے، راوی کے اضافہ سے ہو۔

اس کا حکم:

اس سند کا اعتبار کیا جائے گا جو اس اضافہ سے خالی ہو، بشرطیکہ جب اضافہ نہ کرنے والا

زیادہ متقن (یعنی) زیادہ مضبوط حافظے والا ہو اس سے جس نے زیادتی کی جگہ پر سماع کے ساتھ اضافہ کیا ہے، وگرنہ اس اضافہ کو راجح قرار دیا جائے گا۔

اس کی مثال وہ روایت ہے جسے امام مسلم اور ترمذی نے عبداللہ بن مبارك عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر عن بسر بن عبیداللہ عن ابی ادریس الخولانی عن واثلة بن الاسقع عن ابی مرثد الغنوی کی سند سے بیان کیا ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا))

"قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔"

امام ابی عیسیٰ ترمذی نے کہا: امام بخاری محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن مبارک کی روایت خطا پر مبنی ہے، اس میں عن ابی ادریس کا اضافہ کر دیا حالانکہ درحقیقت یہ سند بسر بن عبیداللہ عن واثلة ہے۔

(۴) المضطرب (بکسر الراء)

مفرداتِ باب

المضطرب: ......واحد مذکر اسم فاعل باب اضطرب بروزن افتعال، بمعنی خلل پذیر ہونا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

رَوت: ......واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم باب روی یــــروی بروزن ضَرَبَ، ہفت اقسام سے لفیف مقرون۔

المُثبِتُ: ......واحد مذکر اسم مفعول باب اَثبَتَ بروزن افعال، ہفت اقسام سے صحیح۔

المنفی: ......واحد مذکر اسم مفعول باب نفی ینفی بروزن ضرب، ہفت اقسام سے ناقص یائی۔

☆☆..........☆☆

مضطرب:

وہ حدیث ہے جو مختلف سندوں سے بیان کی گئی ہو جو قوت میں ہم مثل ہیں۔ خواہ اختلاف ایک راوی کی طرف سے ہو کہ ایک مرتبہ ایک طریقے سے اور دوسری مرتبہ دوسرے طریقے سے روایت کرے جو پہلے کے خلاف ہے یا ایک سے زیادہ راویوں کی طرف سے اختلاف ہو۔ وہ اس طرح کہ اس حدیث کو ایک گروہ نے بیان کیا ہو ان میں سے ہر ایک ایسے طریقے پر روایت کرے جو دوسرے کے مخالف ہے۔ اضطراب ضعف حدیث کو لازم کرتا ہے کیونکہ یہ اس حدیث کے رواۃ کے عدم ضبط کی نشاندہی کرتا ہے۔

یہ سند میں اور متن میں بھی اور ان دونوں میں اکٹھا واقع ہوتا ہے۔ پھر اگر اس حدیث کے کسی راوی کے ضبط کے سبب یا اس کا مروی عنہ سے کثرت صحبت کے سبب یا اس کے علاوہ

ترجیح کی دیگر وجوہات میں سے ایک وجہ راجح قرار دی جائے تو (اس وقت) راجح وجہ کا حکم ہوگا نیز اس وقت حدیث پر اضطراب کا وصف نہیں بولا جائے گا اور نہ ہی اس کے لیے اس کا حکم ہوگا۔

متن میں اس کی مثالوں میں سے وہ روایت ہے جسے امام ترمذی نے عن شريك عن ابی حمزة عن الشعبی عن فاطمة بنت قيس رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوۃ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: "اِنَّ فِی الْمَالِ لَحقًّا سِوَی الزَّكَاةِ" زکوۃ کے علاوہ بھی مال میں حق ہے۔

امام ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو اسی سند سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا: "لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكٰوةِ" کہ مال میں زکوۃ کے علاوہ کوئی حق نہیں۔

حافظ عراقی نے کہا: یہ ایسا مضطرب ہے جو تاویل کا متحمل نہیں، کہا گیا ہے کہ اس کی تاویل ممکن ہے کہ اس صحابیہ نے دونوں الفاظ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیے ہیں اور ثابت ہونے والا حق غیر واجب ہوگا جیسا کہ نفلی صدقہ مہمان کی تکریم وغیرہ ہے جبکہ نفی ہونے والا حق واجب ہے۔ واللہ اعلم

دونوں حدیثوں کا مطلب ہوا کہ زکوۃ کے علاوہ کوئی فرضی حق نہیں جبکہ نفلی صدقہ و خیرات کا حق باقی ہے۔

المصحف

مفردات باب

الـمُـصَـحَّـف: ......واحد مذکر اسم مفعول باب صَحَّفَ بروزن تفعیل ہفت اقسام سے صحیح۔

لَتُـؤَدُّنَّ: ......جمع مذکر حاضر فعل مضارع معلوم بانون تاکید ثقیلہ باب اَدّٰی یُـؤدی تَادِيَةً بروزن تفعیل، ہفت اقسام سے مہموز الفاء، ناقص یائی۔

☆☆............☆☆

مصحف:

وہ حدیث ہے جس میں نقطوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے ایک یا زیادہ حروف کی تبدیلی کے ساتھ مخالفت ہو لیکن خط کی صورت کو باقی رکھا گیا ہو۔ یہ سند میں اور متن میں بھی وقوع پذیر ہوتا ہے۔

پہلے کی (سند کی) مثال سے شعبہ کی حدیث ہے جو اس نے عوام بن مراجم (راء اور جیم کے ساتھ) عن ابی عثمان النہدی عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَهْلِهَا" تم ضرور لوگوں کے حقوق ادا کر دو گے۔

یحیٰی بن معین نے اس کی تصحیف کر دی اور کہا کہ عوام بن مزاحم (را اور جیم کی جگہ زاء اور حاء کر دیا) اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا ہے۔

دوسرے کی (متن کی) مثال یہ حدیث ہے:

((مَنْ صَامَ رَمْضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ......))

''جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے...... الحدیث۔'' (مسلم)

ابوبکر صولی نے اس کی تصحیف کی اور ''سِتًّا'' کی جگہ ''شَيْئًا مِنْ شَوَّالٍ'' شین اور یاء کے ساتھ کر دیا۔

(٦) المحرّف

مفردات باب

المحرّف: ......واحد مذکر اسم مفعول باب حَرَّف بروزن صرَّف، ہفت اقسام سے صحیح۔

اَکْحَلِه: ......کَحِلَ بروزن علم سے اسم مشتق، بمعنی بازو کی ایک رگ، اور آخر میں "ہ" ضمیر ہے۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

☆☆..........☆☆

محرّف:

وہ حدیث ہے جس میں شکل وصورت کے لحاظ سے ایک حرف یا زیادہ کی تبدیلی کے ساتھ اختلاف ہو، لیکن خط کی صورت باقی رہے۔ سند میں تحریف کی مثال سے لفظ عَقیل بفتح العین کو عُقیل بضم العین کے ساتھ بدلنا ہے اور اس طرح کی اور مثالیں بھی ہیں۔

متن میں اس کی مثال حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

((رُمِیَ اُبَیٌّ یَوْمَ الْاَحْزَابِ فِیْ اَکْحَلِه))

"غزوہ احزاب کے دن حضرت ابی بن کعب کو بازو کی رگ میں تیر لگا۔"

غندر نے اس میں تحریف کر دی اور لفظ "اَبِی" اضافت کے ساتھ کر دیا (یعنی میرا والد) حالانکہ درحقیقت یہ ابی بن کعب ہے اور حضرت جابر کے والد تو غزوہ احد کے دن شہید کیے گئے تھے۔

مشقی سوالات

مناسب الفاظ کے ساتھ خالی جگہ پر کیجیے:

۱۔ اسباب طعن...... ہیں، جن میں سے پانچ کا تعلق ...... سے ہے، جبکہ بقیہ پانچ کا تعلق...... سے ہے۔

۲۔ نکبۃ اسم...... ہے۔

۳۔ المتہم بالکذب کی روایت کو...... کا نام دیا گیا ہے۔

۴۔ ''اسبغوا الوضوء'' ...... کے کلام سے مدرج ہے۔

۵۔ خبر مقلوب کو...... بھی کہا جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل جملوں میں غلط اور صحیح کی نشاندہی کیجیے:

۱۔ کذب اور تہمت بالکذب میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۔ اگر مقصد درست ہو تو پھر برا کام بھی درست کہلا سکتا ہے۔

۳۔ کسی انسان کو جلانا درست ہے۔ کیونکہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جلایا تھا۔

۴۔ روایات کی مخفی علت پر واقفیت علوم حدیث کے پیچیدہ مسائل میں سے ہے۔

۵۔ ادراج عموماً حدیث کے درمیان میں ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے:

۱۔ روایات گھڑنے کے اسباب بالاختصار تحریر کیجیے۔

۲۔ تحقیق کر کے بتلایے کہ کیا خوارج روایات گھڑ لیتے تھے؟

۳۔ موضوع روایات پر لکھی گئی کسی کتاب کا نام مع مصنف تحریر کیجیے۔

۴۔ منکر کی تعریف میں اختلاف کی وضاحت کیجیے۔

۵۔ تفرد کسے کہتے ہیں؟ اور کس راوی کا تفرد قابل قبول ہوتا ہے؟

۶۔ کیا کسی صورت میں راوی کا وہم قابل قبول ہوتا ہے؟ اگر ہاں تو اس شکل کی وضاحت کیجیے۔

۷۔ آپ کی کتاب میں وہم کی دی گئی مثال پر وہم کے اصول کا انطباق کیجیے۔

۸۔ امام علی بن مدینی کے اس قول کی وضاحت کیجیے کہ ''کسی مخصوص عنوان کی تمام سندوں کو جمع نہ کیا جائے تو اس کی غلطی واضح نہیں ہوتی۔''

۹۔ مدرج الاسناد کسے کہتے ہیں؟

۱۰۔ مدرج الاسناد کی صورتیں بالاختصار اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۱۱۔ ادراج عموماً حدیث کے آخر میں ہی کیوں ہوتا ہے؟

۱۲۔ ادراج کیوں ہوتا ہے؟ وجہ بیان کیجیے۔

۱۳۔ اصول حدیث میں منکر الحدیث کسے کہا جاتا ہے؟

۱۴۔ کیا مقلوب مخالفت ثقات کی ایک صورت ہے؟

۱۵۔ متصل سند میں اضافہ کو کب قبول کیا جائے گا؟

۱۶۔ مضطرب روایت کیوں رد کی جاتی ہے؟

۱۷۔ تحریف اور تصحیف میں کیا فرق ہے؟

۱۸۔ محرف کی مثال کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

آٹھواں سبب

راوی کی جہالت:

(اس کا سبب دو معاملے ہیں):

اوّل:

نام، کنیت، لقب، پیشہ یا نسبت وغیرہ سے راوی کی صفات بکثرت ہوں اور کسی غرض کے لیے اس صفت سے اس کا تذکرہ کیا جائے جس کے ساتھ وہ مشہور نہیں۔ پس گمان کیا جائے کہ یہ دوسرا راوی ہے لہٰذا اس کی حالت سے جہالت وقوع پذیر ہو جاتی ہے۔

اس کی مثال محمد بن سائب کلبی ہے، بعض محدثین نے اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف کر دی اور کہا محمد بن بشر جبکہ بعض نے اس کا نام حماد بن سائب لیا، بعض محدثین نے اس کی کنیت ابو نضر اور بعض نے ابو ہشام جبکہ بعض نے ابو سعید نے بیان کیا۔

یہ راوی ایسی حالت میں ہو گیا کہ ایک گروہ خیال ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک شخص ہے اس فن میں کتاب لکھی گئی ہے الْمُوَضِّحُ لِأَوْهَامِ الجَمعِ وَالتَّفرِيقِ فِي النُّعُوتِ۔

ثانی:

راوی، حدیث (بیان کرنے) میں قلیل ہو (یعنی قلیل الحدیث ہو) اور اس سے بکثرت روایت نہ ہو۔ اس موضوع میں الوُحدان نامی کتاب تصنیف کی گئی ہے۔

مجہول کی اقسام

مجہول کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مجہول العین:

یہ وہ راوی جس سے صرف ایک آدمی ہی بیان کرے۔ مجہول العین کی روایت کا حکم رد

ہوتا ہے۔ البتہ اگر اس کی توثیق کر دی جائے خواہ اس سے روایت لینے والے کی طرف سے ہی ہو (پس اس کی روایت مقبول ہوگی) بشرطیکہ جب یہ روایت لینے والا اہل جرح وتعدیل میں سے ہو۔

(۲) مجہول الحال:

اس کا نام مستور بھی رکھا گیا ہے، یہ وہ انسان ہے جس سے ایک سے زیادہ راوی حدیث لیں بغیر توثیق کے، اس کی روایت کا حکم توقف اختیار کرنا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی حالت واضح ہو جائے۔

مبہم اور اس کی روایت کا حکم

مبہم وہ راوی ہے جس کا نام اختصار وغیرہ کی غرض سے واضح نہ کیا گیا ہو گویا کہ اس سے روایت لینے والا کہے مجھے ثقہ نے یا شیخ نے یا آدمی وغیرہ نے خبر دی۔

مبہم کی روایت کا حکم صحیح ترین قول کے مطابق عدم قبولیت ہے اگرچہ تعدیل کے لفظ سے ہی ابہام کیا گیا ہو۔ گویا کہا جائے کہ: "اَخْبَرَنِیْ ثِقَةٌ اَوْ ثَبْتٌ" کیونکہ بسا اوقات اس کہنے والے کے علاوہ کے نزدیک وہ ثقہ نہیں ہوتا۔

نواں سبب

مفردات باب

الابتداع: ......مصدر باب ابتدع سے بروزن افتعال، ہفت اقسام سے صحیح۔

الاختراع: ......مصدر باب اخترع بروزن افتعال، ہفت اقسام سے صحیح۔

البدعة: ...... یہ بَدَعٌ سے مشتق ہے بروزن منع، بمعنی نئی چیز، ہفت اقسام سے صحیح۔

الـمُحْدِث: ......واحد مذکر اسم فاعل باب اَحْدَثَ بروزن افعال، بمعنی نئی چیز پیدا کرنا، ہفت اقسام سے صحیح۔

مُـکَـفِّرَة: ......واحد مؤنث اسم فاعل باب کَـفَّرَ بروزن تفعیل، بمعنی کافر قرار دینا، ہفت اقسام سے صحیح۔

مُـفَسِّـقَة: ......واحد مؤنث اسم فاعل، باب فَسَّـقَ بروزن تفعیل، بمعنی فاسق قرار دینا ہفت اقسام سے صحیح۔

☆☆..........☆☆

بدعت:

بدعت اور ابتداع (کا لغوی معنی) ایجاد کرنا اور نئی چیز بنانا ہے، اور شرعی لحاظ سے دین میں ایجاد کی ہوئی چیز کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مُکَفِّرَة (تکفیر کرنے والی):

مطلب ہے کہ ایسے بدعتی کو کافر قرار دیا جائے گا یعنی یہ کہ وہ ایسے معاملے کا انکار کر دے جس پر اجماع ہے اور وہ متواتر ہے اور دین میں قطعی طور پر معروف ہے۔ ایسے راوی کی

روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

(۲) مُفَسِّقة:

ایسی بدعت والے کو گنہگار کہا جائے گا اور اس کی روایت قبول ہوگی جب کہ (وہ روایت) اس کی بدعت کی طرف دعوت دینے والی نہ ہو اور نہ ایسی حدیث نقل کرنے والا ہو جس سے اس کی بدعت کو ترویج ملے۔ یہی وہ بات ہے جسے جمہور نے پسند کیا ہے اور یہ صحیح ہے۔

دسواں سبب

مفردات باب

لـم تترجح: ......واحد مؤنث غائب فعل جحد معلوم باب ترجح بروزن تصرف، ہفت اقسام سے صحیح۔

اصابة: ......مصدر باب اصـاب یصیب بروزن افعال، مراد درستگی، ہفت اقسام سے اجوف واوی۔

لـم یتمیز: ......واحد مذکر غائب، فعل جحد معلوم، باب تَـمَيَّزَ بروزن تَـصَرَّفَ، ہفت اقسام سے اجوف یائی۔

☆☆............☆☆

سوء الحفظ:

سئ الحفظ سے مراد وہ شخص ہے جس کی درستی والی جانب کو اس کی خطا والی جانب پر راجح قرار نہ دیا گیا ہو۔ اس کی دو انواع ہیں:

اوّل:

جو پیدا ہی سوء الحفظ پر ہوا ہو اور اس (کی زندگی کے) تمام حالات میں اس کو چمٹا رہا۔ اس کی بیان کردہ روایت کو بعض محدثین کے نزدیک شاذ کا نام دیا جاتا ہے۔

ثانی:

وہ انسان کہ اس کے بڑھاپے یا اس کی بصارت چلے جانے یا اس کی کتب ضائع ہونے کے سبب اس کے علاوہ کوئی اور وجہ کے سبب اس پر سوء الحفظ طاری ہوا ہو۔ تو اس آدمی کی

روایت کا نام محدثین نے المختلط رکھا ہے۔

اس کی بیان کردہ حدیث کا حکم یہ ہے کہ جو اس نے اختلاط سے قبل بیان کی اور وہ معلوم ہے تو وہ قبول کی جائے گی۔ اور جو بعد از اختلاط بیان کی تو وہ قبول نہیں کی جائے گی۔

نیز جس روایت کا (قبل از اختلاط ہونا یا بعد از اختلاط ہونا) امتیاز نہ کیا جا سکے اس میں توقف کیا جائے گا۔

مرفوع، موقوف اور مقطوع کی طرف خبر کی تقسیم

مفردات باب

منتھی: ......واحد مذکر اسم مفعول باب انتھی بروزن انفعال، ہفت اقسام سے ناقص یائی۔

أضیف: ......واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول باب اضاف یضیف بروزن افعال، ہفت اقسام سے اجوف یائی۔

الآتیۃ: ......واحد مؤنث اسم فاعل باب اتی یاتی بروزن ضرب بمعنی آنے والی، ہفت اقسام سے مہموز الفاء، ناقص یائی۔

☆☆............☆☆

اپنی سند کے انتہاء کے اعتبار سے خبر کی مرفوع، موقوف اور مقطوع کی طرف تقسیم ہوتی ہے۔

مرفوع اور اس کی اقسام:

مرفوع وہ حدیث ہے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو۔ اس کا تعلق قول سے ہو یا فعل سے یا تقریر سے۔ درآں حالیکہ یہ تینوں چیزیں صریح ہوں یا حکمی۔ مرفوع کی چھ اقسام ہیں:

(۱) مرفوع قولی صریح:

مرفوع قولی صریح ہونے کی حالت میں، مثلاً صحابی کہے: "سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كَذَا" میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے سنا (اسی طرح) صحابی یا غیر صحابی یہ کہے: "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كَذَا" کہ نبی ﷺ اس طرح فرمایا

کرتے تھے۔

(۲) مرفوع فعلی صریح:

مرفوع فعلی صریح ہونے کی حالت میں، مثلاً صحابی کہے: "رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ كَذَا" میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا۔ اسی طرح صحابی یا غیر صحابی کہے: "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ كَذَا" کہ نبی ﷺ اس طرح کیا کرتے تھے۔

(۳) مرفوع تقریری صریح:

مرفوع تقریری صریح ہونے کی صورت میں، مثلاً صحابی کہے: "فَعَلْتُ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ كَذَا" میں نے نبی ﷺ کی موجودگی میں اس طرح کیا تھا۔ اسی طرح صحابی یا غیر صحابی کہے: "فَعَلَ فُلَانٌ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ كَذَا" نبی ﷺ کے سامنے فلاں آدمی نے اس طرح کیا تھا۔ بشرطیکہ صحابی یا غیر صحابی اس کام کے لیے آنحضرت ﷺ کا انکار ذکر نہ کرے (تو پھر تقریری حدیث ہوتی ہے)۔

(۴) مرفوع قولی حکمی:

مرفوع قولی حکمی ہونے کے لحاظ سے، مثلاً صحابی جو کہ اہل کتاب سے روایت لینے میں معروف نہیں ایسی بات کہے جس میں رائے اور اجتہاد کی گنجائش نہ ہو اور نہ ہی غریب لفظ کی وضاحت یا مشکل لفظ کی شرح کرنے سے تعلق ہو۔ مثلاً صحابی کا گذشتہ زمانے کے معاملات کی خبر دینا جیسا کہ تخلیق کی ابتداء وغیرہ ہے یا مستقبل میں آنے والے واقعات کے حوالے سے بتانا، جیسا کہ فتنے اور قیامت کے حالات۔

اسی طرح اس صحابی کا ایسے کام کے حوالے سے خبر دینا جس کے کرنے سے مخصوص ثواب یا مخصوص سزا حاصل ہوتی ہے۔ (یہ تمام چیزیں مرفوع قولی حکمی کے زمرے میں آتی ہیں)۔

(۵) مرفوع فعلی حکمی:

مرفوع فعلی حکمی کے لحاظ سے، مثلاً صحابی ایسا کام کرے جس میں رائے کی گنجائش نہیں

جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا گرہن کی نماز پڑھنا اور ہر رکعت میں دو رکوع سے زیادہ رکوع کرنا۔

(٦) مرفوع تقریری حکمی:

مرفوع تقریری حکمی کے اعتبار سے، مثلاً صحابی بتائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ اس طرح کیا کرتے تھے اور آپ نے ان پر نکیر نہیں فرمائی۔ ان صیغوں میں سے جن کے لیے مرفوع ہونے کا حکم ہے، صحابی کا یہ کہنا ہے: "مِنَ السُّنَّةِ كَذَا" سنت سے اس طرح ہے۔ "أُمِرْنَا بِكَذَا" ہمیں اس طرح حکم دیا گیا "نُهِينَا عَنْ كَذَا" ہمیں اس سے منع کیا گیا تھا۔ یا صحابی افعال میں سے کسی کام پر حکم لگائے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری یا نافرمانی ہے۔ جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جس نے شک والے دن روزہ رکھا تحقیق اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ اسے اصحاب سنن نے روایت کیا ہے جبکہ امام بخاری نے معلق بیان کیا ہے۔

موقوف، صحابی اور جس کے ساتھ صحابیت کا علم ہوتا ہے

مفرداتِ باب

تَخَلَّلَتْ: ...... واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم باب تَخَلَّلَ بروزن تصرف بمعنی حائل ہونا، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

ردۃ: ...... اسم مصدر باب رَدَّ یرد بروزن نصر بمعنی مرتد ہونا ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔

الاستفاضة: ...... مصدر باب استفاض بروزن استفعال بمعنی شہرت، ہفت اقسام سے اجوف یائی۔

☆☆............☆☆

موقوف:

موقوف وہ روایت ہے جس کی نسبت صحابی کی طرف کی گئی ہو، خواہ اس کا تعلق قول سے ہو، فعل سے یا تقریر سے۔

صحابی:

وہ انسان ہے جس نے رسول اللہ ﷺ سے ان پر ایمان لانے کی حالت میں ملاقات کی ہو اور وفات بھی اسلام پر آئی ہو۔ اور راجح قول کے مطابق اگرچہ ارتداد نے اس میں خلل ڈالا ہو۔ (یعنی ایسا آدمی اگر بعد میں مرتد ہو گیا لیکن پھر مسلمان ہو گیا اور اس کی موت اسلام پر ہی آئی تو اسے صحابی ہی گردانا جائے گا، ارتداد کا عرصہ اس میں معتبر نہیں)۔

صحابیت کی پہچان تواتر سے ہوتی ہے یا شہرت سے یا بعض صحابہ یا ثقات تابعین کے بتانے سے یا بذاتِ خود اپنے متعلق وضاحت کرے کہ وہ صحابی ہے بشرطیکہ جب اس کا یہ دعویٰ ممکن ہو۔

مقطوع اور منقطع کے درمیان فرق

مفردات باب

المقطوع: ...... واحد مذکر اسم مفعول باب قَطَعَ بروزن ضرب ہفت اقسام سے صحیح۔

الـمُـخَضرَمُ: ...... باب خَـضـرَمَ بروزن دحرج سے اسم مشتق بمعنی غیر مختون جس نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں کو دیکھا ہو اور دوسرا معنی ہی مراد ہے۔

لم یَلْقَهُ: ...... واحد مذکر غائب فعل جحد معلوم باب لقی یلقیٰ بروزن علم یعلم، بمعنی اس نے اس سے ملاقات نہیں کی۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

☆☆..........☆☆

مقطوع:

وہ روایت ہے جس کی نسبت تابعی یا اس سے نیچے کسی انسان کی طرف کی گئی ہو خواہ اس کا تعلق قول سے ہو یا فعل سے۔

مقطوع اور منقطع کے درمیان اصطلاحی لحاظ سے یہ فرق ہے کہ پہلی (مقطوع) متن کی صفات میں سے ایک صفت ہے جیسا کہ مرفوع اور موقوف ہے۔ جبکہ دوسری (منقطع) سند کی صفات میں سے ایک صفت ہے معلق اور مرسل کی طرح۔

تابعی:

وہ انسان ہے جو ایمان کی حالت میں کسی صحابی سے ملا ہو اور اس کی وفات اسلام پر ہی ہوئی ہو۔

المخضرم:

وہ انسان ہے جس نے جاہلیت کا دور اور رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہو لیکن وہ آپ ﷺ سے ملا نہ ہو۔

مخضرم حضرات کی تعداد بیس سے زیادہ ہے، ان میں سے احنف بن قیس، ابو سلمہ خولانی، ابو رجاء عطاردی اور ابو عثمان نہدی ہیں۔ صحیح قول کے مطابق یہ تابعین میں سے ہیں۔

العلو والنازل (عالی اور نازل سند)

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنے نبی ﷺ تک متصل سند کے ساتھ خصوصیت بخشی ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: سند دین کا حصہ ہے اگر سند نہ ہوتی تو ہر کوئی جو چاہتا کہہ ڈالتا۔ (مسلم) جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: سند مؤمن کا اسلحہ ہے۔

عُلوّ:

سند کے رواۃ کے تعداد میں کم ہونے کو علو کہتے ہیں۔

نازل:

اور رواۃ کی کثرت کو نزول کہتے ہیں۔ یہ دونوں سند کی صفات میں سے ہیں۔

سند کا عالی ہونا اس کے نزول سے افضل ہے بشرطیکہ سند عالی، ضعف سے خالی ہو۔ بصورت دیگر اگر ضعف موجود ہے تو اس میں کوئی فضیلت نہیں بالخصوص اس صورت میں کہ وہ سند بعض کذاب یا متہم بالکذب رواۃ پر مشتمل ہو (پھر تو بالا ولیٰ فضیلت مفقود ہوگی)۔

حافظ ابن الصلاح نے فرمایا: علو سند کو خلل سے دور لے جاتا ہے کیونکہ اس کے رواۃ میں سے ہر ایک احتمال رکھتا ہے کہ اس کی طرف سے سہواً یا عمداً خلل واقع ہو۔ لہٰذا ان کی قلت کے وقت خلل کی جہات کی قلت بھی ہوگی۔

عالی اور نازل ہونے کے اعتبار سے خبر کی تقسیم

اپنی سند کے عالی اور نازل ہونے کے لحاظ سے خبر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) خبر عالی:

وہ حدیث ہے جس کی سند کے راوی کم تعداد میں ہوں بنسبت دوسری سند کے جس سے یہی حدیث کثیر رواۃ سے منقول ہے۔

(۲) خبر نازل:

وہ حدیث ہے جس کی سند کے راوی زیادہ تعداد میں ہوں بنسبت دوسری سند کے جس سے یہی حدیث کم راویوں سے منقول ہے۔ عالی اور نازل میں ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: مطلق اور نسبی۔

علو مطلق کے لحاظ سے عالی روایت:

وہ حدیث ہے جو تعداد میں کم راویوں کے ساتھ نبی ﷺ تک پہنچے بنسبت دوسری سند کے جس سے یہی حدیث رواۃ کی کثرت سے منقول ہو۔ اس کی ضد نزول مطلق کے لحاظ سے نازل روایت ہے جو کہ واضح ہی ہے۔

علو نسبی کے اعتبار سے عالی روایت:

وہ خبر ہے جس کی سند کم راویوں کے ساتھ امام مالک اور امام شعبہ جیسے ائمہ حدیث میں سے مشہور امام تک پہنچے بنسبت کسی دوسری سند کے جس سے یہی خبر راویوں کی کثیر تعداد سے پہنچی ہے۔ اس کی ضد نزول نسبی کے اعتبار سے نازل روایت ہے۔

انواع النسبی

مفرداتِ باب

تَتَفَرَّعُ: ...... واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف باب تفعّل، بمعنی اصول سے متفرع ہونا یعنی نکلنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الـمُـوَافَـقَـةُ: ...... باب مفاعلہ سے مصدر، بمعنی موافقت کرنا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

مُشِیراً: ...... واحد مذکر اسم فاعل باب اَشَارَ یُشِیْرُ بروزن افعال، بمعنی اشارہ کرنا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

الـمـسـاواۃ: ...... باب مفاعلہ سے مصدر، بمعنی برابری کرنا۔ ہفت اقسام سے لفیف مقرون ہے۔

تَعْدِلُ: ...... واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف باب عَدَلَ بروزن ضرب ہفت اقسام سے صحیح۔

الْمُصَافَحَة: ...... باب مفاعلہ سے مصدر، بمعنی مصافحہ کرنا، ہاتھ سے ہاتھ ملانا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

تلمیذ: ...... باب تَلْمَذَ بروزن دَحْرَجَ سے اسم مشتق ہے بمعنی شاگرد، خادم، ہفت اقسام سے صحیح۔

تلاقیا: ...... تثنیہ مذکر غائب فعل ماضی معروف باب تلاقی بروزن تفاعل، بمعنی باہم ملاقات کرنا۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

☆☆............☆☆

نسبی کی چار اقسام بنتی ہیں:

(۱) موافقت:

راوی کا کسی مصنف مثلاً امام بخاری کے استاد تک ان کی سند کے علاوہ دوسری کے ساتھ پہنچنا جو مصنف کی سند کی بنسبت عالی ہو۔

حافظ ابن حجر نے اس کی مثال بیان کی کہ امام بخاری نے ایک حدیث قتیبہ عن مالک لی، مثال کے طور پر آگے فرمایا: اگر ہم اسے امام بخاری کی سند سے بیان کریں تو ہمارے اور قتیبہ کے مابین آٹھ واسطے ہوں گے۔ اور اگر اسے ہی ہم ابوالعباس السراج عن قتیبہ کی سند سے روایت کریں تو ہمارے اور قتیبہ کے درمیان سات واسطے ہوں گے۔ چنانچہ امام بخاری کے ساتھ ان کے شیخ قتیبہ میں ہمیں عالی سند کے ساتھ موافقت حاصل ہوگی۔

(۲) بدل:

(اس کا نام ابدال بھی رکھا گیا ہے) کسی مصنف کے شیخ کے شیخ تک اس کی سند کے علاوہ کسی دوسری سند سے پہنچنا جو بنسبت اس کی سند کے عالی ہو۔

اس کی مثال وہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے جس کی مذکورہ مثال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وضاحت فرمائی۔ یعنی گویا یہی سند بعینہٖ ہمارے لیے وقوع پذیر ہو۔ امام بخاری کے علاوہ دوسری سند سے قعنبی عن مالک تک تو امام قعنبی اس سند میں امام بخاری کے شیخ جناب قتیبہ سے بدل ہیں۔

موافقت اور بدل میں سے ہر ایک کا اعتبار عموماً اس وقت ہوتا ہے جب دونوں علو پر مشتمل ہوں البتہ اس کے بغیر بھی ان دونوں کا استعمال اور وقوع ہوتا ہے۔

(۳) مساوات:

راوی کی سند کے رواۃ کی تعداد کسی ایک مصنف کی سند کی تعداد سے برابر ہو تو اسے مساوات کہتے ہیں۔

اس کی مثال وہ روایات ہیں جو حافظ ابن حجر کے لیے وقوع پذیر ہوئیں۔ ان میں سے

رسول اکرم ﷺ اور حافظ ابن حجر کے مابین دس آدمی ہیں جبکہ امام ترمذی اور امام نسائی کے لیے بھی اسی تعداد سے یہ روایات آئی ہیں۔

ترمذی کی وہ روایت مراد ہے جو انہوں نے سورۃ الاخلاص کی فضیلت میں نقل کی، اور اسے امام نسائی نے کتاب الصلوۃ میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعا بیان کیا ہے کہ: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ" سورۃ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

حافظ صاحب نے کہا: میں اس سند سے لمبی کسی حدیث کی سند نہیں جانتا، اسی میں چھ تابعی ہیں۔ حافظ ابن حجر کا اس موضوع پر ایک "جزء" ہے جس میں دس ایسی احادیث ہیں اور اس کا نام العشرۃ العشاریۃ رکھا ہے۔

حافظ عراقی نے کہا: پہلے زمانے میں مساوات کا وجود تھا لیکن آج کے دور میں مطلق تعداد میں تو مساوات ممکن ہے لیکن بعینہٖ کسی حدیث میں اس کا امکان نہیں۔

(۴) مصافحہ:

وہ ہے کہ راوی کی سند تعداد کے لحاظ سے کسی مصنف کے شاگرد کی سند کے برابر ہو جائے۔ راوی کی یہ حیثیت ہو جائے کہ گویا وہ مصنف کو ملا اور اس سے روایت بیان کی۔ یہ نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ آپس میں ملاقات کرنے والوں کے درمیان مصافحہ کی عادت جاری ہے۔

رِوايةُ الاقران والمُدبج
(اقران اور مدبج کی روایت)

مفرداتِ باب

الاقران: ...... یہ قرنٌ کی جمع ہے جو کہ مصدر ہے باب قَرِنَ بروزن علم سے، بمعنی دوسرے سے ملا ہوا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المُدَبَّجُ: ......واحد مذکر اسم مفعول باب دَبَّجَ بروزن تفعیل، ہفت اقسام سے صحیح۔

☆☆..........☆☆

اقران کی روایت:

ایسے دو ساتھی جو عمر میں اور مشائخ سے روایت لینے میں قریب قریب ہوں، وہ قرینان کہلاتے ہیں۔ اور اقران کی روایت وہ ہے کہ ایک ساتھی اپنے دوسرے ساتھی سے روایت کرے جیسا کہ اعمش کا تیمی سے روایت کرنا۔

المدبج (دال مفتوحہ اور باء مشدد کے ساتھ):

یہ لفظ "دِيبَاجَتَي الْوَجْهِ" سے ماخوذ ہے جس کا معنی چہرے کے دونوں رخسار ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں برابر اور ایک دوسرے کے مدمقابل ہوتے ہیں۔

اصطلاحی لحاظ سے دو ساتھیوں میں سے ہر ایک دوسرے سے روایت کرے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنا ہے۔ یا جیسے امام مالک اور امام اوزاعی کا روایت کرنا یا جیسے احمد بن حنبل اور علی بن مدینی کا ایک دوسرے سے روایت ہے۔

مدبج خاص مطلق ہے اقران سے۔ (یعنی ان دونوں کے مابین عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے وہ اس طرح کہ ہر اقران مدبج تو ہے لیکن ہر مدبج اقران نہیں) اس نوع کی معرفت کے فوائد میں سے سند میں زیادتی کے گمان سے بے خوفی ہے۔ (یعنی اعمش عن التیمی عن التیمی کو اس وجہ سے زائد نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ تو اس کا ساتھی ہے نہ کہ استاد) یہ لفظ "عن" کا واؤ سے بدل جانے کا گمان کرنے سے محفوظ رہنا (یعنی کوئی عائشہ عن أبی ہریرہ کو عائشہ وابی ہریرہ نہ سمجھ لے)۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل جملوں میں سے غلط اور صحیح کی نشاندہی کیجیے:

۱۔ محمد بن سائب کلبی کے نام اور کنیتیں اتنی ہیں کہ وہ ایک جماعت کی طرح لگتا ہے۔

۲۔ مجہول الحال راوی کی روایت کا حکم یہ ہے کہ اس پر توقف کیا جائے گا۔

۳۔ بدعتی شخص کی روایت کسی صورت میں بھی قابل قبول نہیں ہے۔

۴۔ کچھ صحابہ اہل کتاب سے روایت لینے میں معروف تھے۔

۵۔ مقطوع کا تعلق سند سے ہوتا ہے جبکہ منقطع کا تعلق متن سے ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے:

۱۔ مبہم اور مجہول راوی میں کیا فرق ہے؟

۲۔ سوء الحفظ کسے کہا جاتا ہے؟ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۳۔ مختلط راوی کی روایت کس صورت میں قبول کی جاسکتی ہے؟

۴۔ خبر کی مرفوع، موقوف اور مقطوع کی طرف تقسیم کس اعتبار سے ہے؟

۵۔ مرفوع حکمی کسے کہتے ہیں؟ مثال کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۶۔ اگر کوئی صحابی رضی اللہ عنہ "من السنة كذا" کہے تو اصطلاح میں اس کو کیا نام دیا جائے گا؟

۷۔ صحابی کی تعریف کیجیے۔ نیز یہ بتایئے کہ ایک نابینا شخص صحابی ہوسکتا ہے؟

۸۔ کسی شخص کے صحابی ہونے کا علم کیونکر ہوسکتا ہے؟

۹۔ محدثین کس قسم کی سند کو پسند کرتے تھے، عالی یا نازل؟ اور وجہ بھی بتایئے۔

۱۰۔ عالی نسبی اور عالی مطلق میں کیا فرق ہے؟

۱۱۔ علو نسبی کی اقسام بیان کیجیے۔

۱۲۔ موافقت کی مثال بیان کیجیے۔

۱۳۔ اب کسی حدیث میں مساوات کو امکان کیوں نہیں ہے؟

۱۴۔ مصافحہ کو وجہ تسمیہ بیان کیجیے۔

۱۵۔ روایت الاقران اور مدبج میں کیا فرق ہے؟ نیز ان سے حاصل ہونے والے فائدہ کا تذکرہ کیجیے۔

۱۶۔ اگر کوئی صحابی تابعی سے روایت بیان کرے تو اس روایت کو اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟

اکابر کا اصاغر سے اور اصاغر کا اکابر سے روایت کرنا

مفردات باب

الاکابر: ...... باب نصر وکَرُمَ سے اسم تفضیل، اَکبَرُ کی جمع ہے اکابر ہفت اقسام سے صحیح۔

الاصاغر: ...... باب شَرُفَ سے اسم تفضیل اَصْغَر کی جمع ہے اصاغر ہفت اقسام سے صحیح۔

عبادلة: ...... یہ ایسے صحابیوں کو کہا جاتا ہے جن کا نام عبداللہ ہے یعنی عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم)۔

☆☆..........☆☆

روایة الاکابر عن الاصاغر:

کسی راوی کا اپنے سے عمر، علم یا حفظ میں کم آدمی سے روایت کرنا۔ جیسا کہ محمد بن شہاب الزہری کا امام مالک سے روایت کرنا اور امام مالک کا عبداللہ بن دینار سے روایت لینا۔

صحابہ کا تابعین سے روایت کرنا بھی اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ عبادلہ وغیرہ کا جناب کعب الاحبار سے روایت لینا۔ اسی طرح آباء کا ابناء سے روایت کرنا بھی اسی نوع سے تعلق رکھتا ہے۔

اس کی معرفت کے فوائد میں سے سند میں قلب کا گمان ہونے سے بے خوفی ہے کیونکہ عموماً چھوٹے بڑوں سے روایت لیتے ہیں۔

روایة الاصاغر عن الاکابر:

راوی کا اپنے سے عمر، علم یا حفظ میں بلند تر آدمی سے روایت لینا۔ دنیا میں رائج طریقہ یہی ہے۔ ابناء کا آباء سے اور آباء کا اجداد سے روایت لینا اسی نوع سے متعلق ہے۔

السابق واللاحق

مفردات باب

التَّبَاعُد: ...... باب تفاعل سے مصدر، بمعنی دوری ہونا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

تُوُفِّيَ: ...... واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول باب توفّی یتوفّی بروزن تفعل، بمعنی وفات پانا، کسی چیز کو پورا پورا لینا۔ ہفت اقسام سے لفیف مفروق ہے۔

☆☆..........☆☆

سابق ولاحق:

ایک استاد سے روایت لینے میں ایسے دو راویوں کا مشترک ہونا جو موت کے لحاظ سے مقدم اور مؤخر ہیں اور دونوں کی وفات میں بہت دوری ہے۔

اس کی مثالوں میں سے امام بخاری ومسلم کے شیخ ابو العباس السراج ہیں، ان میں امام بخاری اور ابو الحسن خفاف نے روایت لی ہے جبکہ ان دونوں کی وفات میں ایک سو چالیس سال کا فاصلہ ہے کیونکہ امام بخاری کی وفات ۲۵۶ھ میں ہوئی اور جناب خفاف کی ۳۹۳ھ یا ۳۹۴ھ یا ۳۹۵ھ میں ہوئی۔

اسی میں سے امام مالک بھی ہیں انہوں نے امام زہری سے روایت لی ہے اور ان کی وفات ۱۲۴ھ میں ہوئی اور احمد بن اسماعیل السہمی نے بھی زہری سے روایت لی اور ان کی وفات ۲۵۹ھ میں ہوئی ان دونوں کی وفات میں ایک سو پینتیس سال کا فاصلہ ہے۔

اس نوع کی معرفت کے فوائد میں سے بعد والے راوی کی سند میں انقطاع کے گمان سے بے خوفی ہے۔

المهمل

مفردات باب

الـمُهْمَل: ...... واحد مذکر اسم مفعول باب افعال، بمعنی جان بوجھ کر یا بھولے سے کسی کو چھوڑنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

لـم یُـمَیَّزَا: ...... تثنیہ مذکر غائب فعل جحد مجہول باب تَـمَیُّز بروزن تفعل، بمعنی جدا کرنا۔ ہفت اقسام سے اجوف یائی ہے۔

لم تَضُرّ: ...... واحد مؤنث غائب فعل جحد معلوم باب ضَرّ بروزن نصر، بمعنی نقصان دینا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆..........☆☆

مہمل:

یہ ہے کہ راوی دو مشائخ سے روایت کرے جو نام میں یا والد کے نام میں یا اس کے علاوہ کسی اور چیز میں متفق ہوں اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو خاص کرنے والی چیز سے تمیز نہ کی گئی ہو۔ چنانچہ اگر دونوں شیوخ ثقہ ہیں تو ان دونوں کی جہالت مضر نہیں۔

اس کی مثالوں میں سے عن احمد عن ابن وہب کی روایت سے امام بخاری کے لیے واقع ہونے والی سند ہے۔ یہ یا تو احمد بن صالح ہے یا احمد بن عیسی اور یہ دونوں ہی ثقہ ہیں۔ اگر ایک ثقہ اور دوسرا ضعیف ہو تو پھر جہالت نقصان دہ ہے جیسا کہ سلیمان بن داؤد خولانی ثقہ ہے اور سلیمان بن داؤد یمامی ضعیف ہے۔

مہمل اور مبہم میں یہ فرق ہے کہ مہمل راوی کا نام اشتباہ کے ساتھ مذکورہ ہوتا ہے جبکہ مبہم کا تو نام ہی ذکر نہیں ہوتا۔

مَنْ حدَّث وَنَسِي
(جس نے بیان کیا اور بھول گیا)

مفردات باب

مَحْمُولًا: ......واحد مذکر اسم مفعول باب حمل بروزن ضرب بمعنی اٹھانا، ہفت اقسام سے صحیح۔

المُتَرَدِّدُ: ......واحد مذکر اسم فاعل باب تَرَدَّدَ بروزن تفعل، بمعنی مشکوک ہونا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆..........☆☆

مَنْ حَدَّث وَنَسِيَ:

شیخ انکار کر دے اس حدیث سے جو اس نے اپنے سے روایت کرنے والے شاگرد کو بیان کی تھی۔ اگر شیخ قطعی اور یقینی طور پر انکاری ہو تو ایسی روایت کا حکم مردود کا ہوتا ہے۔ گویا کہ کہے: میں نے یہ بیان ہی نہیں کی یا یہ مجھ پر جھوٹ بول رہا ہے یا اس جیسی کوئی بات کہہ دے۔

شیخ کا روایت سے انکار کرنا دونوں میں سے کسی ایک کی عدالت میں عیب اور جرح کا باعث نہیں ہوگا کیونکہ ان میں سے ایک دوسرے سے طعن کا زیادہ حقدار نہیں اور اگر تردد اور شک کے طور پر انکار کرے گویا کہے مجھے یاد نہیں میں اسے نہیں پہچان رہا وغیرہ تو روایت کو شیخ کے نسیان اور تلمیذ کے یادداشت پر محمول کرتے ہوئے قبول کیا جائے گا۔ کیونکہ قطعی طور پر ثابت کرنے والا مقدم ہوتا ہے، متردد نفی کرنے والے پر۔

امام دارقطنی کی اس نوع میں ایک تصنیف ہے جس کا نام انہوں نے "مَــنْ حَــدَّث وَنَسِـــي" رکھا۔ اس کی مثال وہ روایت ہے جسے امام ابوداؤد اور ترمذی نے سہیل بن ابی

صالح کی حدیث سے عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ گواہ اور قسم کے قصہ میں مرفوعا بیان کیا (قصہ اس طرح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا تھا)۔

عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے کہا: مجھے یہ حدیث ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے سہیل کے واسطے سے بیان کی چنانچہ میں نے سہیل سے ملاقات کی۔ اُس سے اِس حدیث کے حوالے سے دریافت کیا تو اس نے حدیث کو نہ پہچانا، میں نے عرض کی مجھے ربیعہ نے آپ کے واسطے سے اس طرح حدیث بیان کی لہٰذا اس کے بعد سہیل نے یہ کہنا شروع کر دیا۔

”حدثنی عبدالعزیز عن ربیعة عنی انی حدثه عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ مرفوعاً“ مجھے عبدالعزیز نے ربیعہ کے واسطے سے روایت بیان کی اس نے مجھ سے کہ میں نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا حدیث بیان کی ہے۔

المسلسل

مفرداتِ باب

المسلسل: ...... واحد مذکر اسم مفعول باب سَلْسَلَ بروزن دحرج (فعللة) بمعنی ایک کو دوسرے سے جوڑنا۔ ہفت اقسام سے مضاعف رباعی ہے۔

جِدًّا: ...... یہ مصدر ہے باب جَدَّ بروزن ضرب اور نصر بمعنی کوشش کرنا، تحقیق کرنا، اہتمام کرنا، جلدی کرنا، سخت ہونا۔ یہ لفظ مذکورہ صورت میں بڑائی اور کثرت کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے اور اس کا منصوب ہونا مصدریت کی وجہ سے ہے یعنی ھو ضعیف جداً وغیرہ۔

اِعْنِی: ...... واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم باب اَعَنَّ بروزن افعال، بمعنی روکنا۔ آگے یاء متکلم کی اس کا مفعول ہے۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆..........☆☆

مسلسل:

وہ حدیث ہے جس کے تمام یا بعض راوی رواۃ یا روایت کے کسی وصف پر اتفاق کرلیں۔ رواۃ کی صفات وہ ہیں جن کا ادا کے صیغوں سے یا اس کے زمانے اور جگہ سے تعلق ہو یہ بہت وسیع نوع ہے۔ اس کے فوائد میں سے حدیث کا اپنے راویوں کے اضافی ضبط پر مشتمل ہونا ہے۔

اس کی مثالوں میں سے وہ روایت ہے جسے حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے، کہا: ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن مسلم الفقیہ نے درآں حالیکہ اپنی داڑھی پکڑی، انہوں نے کہا ہمیں عبدالعزیز بن احمد نے حدیث سنائی اور اپنی داڑھی پکڑی وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو عثمان بن ابی بکر نے اور اپنی داڑھی پکڑی وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن اسحاق عبدی

نے اپنی داڑھی پکڑنے کی حالت میں حدیث سنائی۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن مہران نے اور اپنی داڑھی پکڑی وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن شعیب الکیسانی نے اور اپنی داڑھی پکڑی، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث سنائی شہاب بن خراش نے اور اپنی داڑھی پکڑی وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید الرقاشی نے اور اپنی داڑھی پکڑی وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث سنائی انس بن مالک نے اور اپنی داڑھی پکڑی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَا يُؤْمِنُ الْعَبْدُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ وَحُلْوِهِ وَمُرِّهِ))

"کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہیں لاتا، وہ تقدیر اچھی ہو یا بری، میٹھی ہو یا کڑوی۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آگے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی داڑھی مبارک کو پکڑا اور فرمایا:

((آمَنْتُ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ وَحُلْوِهِ وَمُرِّهِ))

"میں اچھی، بری اور میٹھی و کڑوی تقدیر پر ایمان لایا۔"

اس کی مثالوں میں وہ حدیث بھی ہے جسے امام داؤد اور نسائی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي أُحِبُّكَ فَقُلْ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ))

"اے معاذ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں لہٰذا ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگا کرو، یا اللہ اپنا ذکر، شکر اور اچھی عبادت کرنے پر مجھے روکے رکھ۔"

اس روایت کے ہر راوی نے اس کے لیے جس نے اس سے حدیث لی اس قول کے تسلسل کو قائم رکھا۔ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تم ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگا کرو۔

المتفق و المفترق، المؤتلف و المختلف، المتشابه

مفرداتِ باب

الْمُتَّفِقُ: ......واحد مذکر اسم فاعل باب اتفق بروزن افتعال، بمعنی اتفاق کرنا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

الـمفترِق: ......واحد مذکر اسم فاعل باب افترق بروزن افتعال بمعنی جدا ہونا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الـمؤتلِف: ......واحد مذکر اسم فاعل باب اِئتَلَفَ بروزن افتعال بمعنی اکٹھا ہونا، ہفت اقسام سے مہموز الفاء ہے۔

المتشابہ: ......واحد مذکر اسم فاعل باب تَشَابَہَ بروزن تفاعل، بمعنی ایک دوسرے کے مشابہ ہونا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

☆☆............☆☆

راویوں کے نام، القاب اور نسبتوں میں سے متفق اور مفترق، مؤتلف اور مختلف نیز متشابہ علوم حدیث کی اہم ترین انواع ہیں۔ حدیث کے ساتھ مشغول رہنے والوں میں سے جو ان انواع کو نہیں جانتا وہ اپنے اوپر لغزش اور جرح کا سبب بننے والے طعن سے محفوظ نہیں۔

متفق اور مفترق:

متفق اور مفترق رواۃ کے نام یا ساتھ اباء کے نام بھی یا اس سے زیادہ (دادا پر دادا) وغیرہ کے نام بھی تلفظ اور خط میں متفق ہوں لیکن ان کی شخصیات مختلف ہوں جیسا کہ عبداللہ

بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبدللہ بن زید بن عاصم اور عبداللہ بن زید بن عبدربہ ہیں۔

اس نوع کی معرفت کا فائدہ التباس سے محفوظ رہنا ہے کیونکہ بسا اوقات متعدد رواۃ کو ایک سمجھ لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض محدثین سے اس غلطی کا ارتکاب ہوا ہے اور کبھی تو بعض مشترک (ہم نام) راوی ضعیف ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ثقہ کو ضعیف اور ضعیف کو ثقہ قرار دے دیا جاتا ہے۔

مؤتلف اور مختلف:

مؤتلف اور مختلف رواۃ کے نام یا القاب یا انساب صورت خطی میں متحد اور تلفظ کے لحاظ سے مختلف ہوں مثلاً مِسْـوَر میم مکسور سین ساکن اور واؤ مخففہ مفتوحہ کے ساتھ (اس کا تلفظ ہے)، مُسَوِّر میم مضموم، سین مفتوح اور واؤ مشدد مکسور کے ساتھ تلفظ ہے۔ اسی طرح سَلَام لام مخفف اور سَلاَّم لام مشدد کے ساتھ ہے۔ اس نوع کی معرفت کا فائدہ تصحیف اور تحریف سے محفوظ رہنا ہے۔

المتشابہ:

یہ مذکورہ دونوں قسموں کو ملا کر ایک بنائی گئی ہے یعنی رواۃ کے نام تلفظ اور خطی لحاظ سے متفق ہوں لیکن ان کے اباء کے نام تلفظ میں مختلف اور خط میں متفق ہوں یا اس کے برعکس ہوں (یعنی اباء کے نام کا تلفظ اور خط دونوں متفق ہوں اور رواۃ کے نام تلفظ میں مختلف اور خط میں متفق ہوں)۔

جیسا کہ محمد بن عقیل عین مفتوحہ کے ساتھ اور محمد بن عقیل عین مضمومہ کے ساتھ ہے۔ اسی طرح شریح بن نعمان شین اور حاء مہملہ کے ساتھ ہے یہ مشہور تابعی ہیں (دوسرا راوی ہے) سریج بن نعمان سین مہملہ اور جیم کے ساتھ یہ امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہے۔

تحملُ الحدیث واداءُہ

(حدیث کو لینا اور آگے پہنچانا)

مفرداتِ باب

تَحَمُّلٌ: ...... باب تفعل سے مصدر، بمعنی اٹھانا، برداشت کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یُحْتَجُّ: ...... واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول باب اِحْتَجَّ بروزن افتعال، بمعنی دلیل پکڑنا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆............☆☆

تحمل الحدیث:

راوی کا اساتذہ اور مشائخ سے حدیث لینا تحمل الحدیث کہلاتا ہے اور صحیح قول کے مطابق اس میں فہم کے معتبر ہونے اور تمیز کی صلاحیت کی شرط لگائی گئی ہے۔

الاداء:

جو حدیث لی ہے اسے آگے بیان کرنا ادا کہلاتا ہے اور جن رواۃ کی روایت سے حجت پکڑی جاتی ہے ان میں عدالت اور ضبط کی شرط لگائی گئی ہے۔

طرقُ التحمل وصیغ الاداء
(حدیث لینے کے طریقے اور آگے بیان کرنے کے صیغے)

مفرداتِ باب

املاء: ......مصدر باب اَمْلٰی یُمْلِی بروزن افعال، بمعنی بول کر لکھوانا۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

القراءۃ: ......اسم مصدر باب قَرَءَ بروزن منع، بمعنی پڑھنا۔ ہفت اقسام سے مہموز اللام ہے۔

مُسَاوٍ: ......واحد مذکر اسم فاعل باب سَاوٰی بروزن مفاعلہ، بمعنی برابر ہونا۔ ہفت اقسام سے لفیف مقرون ہے۔

☆☆..........☆☆

(۱) السماع:

شیخ کے الفاظ سننا جو اپنے حفظ سے املاء کروا رہا ہے یا اپنی کتاب سے بیان کر رہا ہے۔ یہ حدیث لینے کے طریقوں میں سے اعلیٰ ترین طریق ہے۔ اسے آگے ادا کرنے میں یہ صیغے استعمال ہوتے ہیں: "سَمِعْتُ اَوْ سَمِعْنَا فُلَانًا" (میں نے یا ہم نے فلاں سے سنا) اس کے بعد: "حَدَّثَنِي اَوْ حَدَّثَنَا" (مجھے یا ہمیں حدیث بیان کی) اس کے بعد: "اَخْبَرَنِي اَوْ اَخْبَرَنَا" (مجھے یا ہمیں خبر دی) اس کے بعد: "اَنْبَانِيْ وَنَبَّأَنِي اَوْ اَنْبَانَا وَنَبَّانَا" ہے (مجھے یا ہمیں خبر دی)۔

(۲) القراءۃ:

استاد پر پڑھنا بعض محدثین نے اس کا نام عرض (پیش کرنا) رکھا ہے کیونکہ پڑھنے والا

جو پڑھ رہا ہے اسے اپنے شیخ پر پیش کر رہا ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ طالب علم بذاتِ خود شیخ پر اپنے حافظے یا کتاب سے پڑھے یا کوئی دوسرا پڑھے اور یہ سماع کر رہا ہو۔

نیز برابر ہے کہ جو شیخ پر پڑھا جا رہا ہے وہ اس کا حافظ ہو یا اس نے اپنی اصل کتاب اپنے پاس روکی ہو (یعنی سامنے رکھی ہو) یا شیخ کے علاوہ کسی دوسرے ثقہ آدمی نے اسے پکڑا ہو۔ ایسی لی گئی حدیث کو آگے ادا کرتے وقت کہا جائے گا "قَرَأْتُ ، أَوْ قُرِئَ عَلٰی فُلَانٍ وَأَنَا أَسْمَعُ" (میں نے فلاں پر پڑھا یا فلاں پر پڑھا جا رہا تھا اور میں سن رہا تھا۔)

ایسے راوی کے لیے مذکورہ سماع کے صیغوں کے ساتھ تعبیر کرنا جائز ہے بشرطیکہ قراءت کی قید لگا دے مطلق نہ ہو جیسے: "حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ قِرَاءَةً عَلَیْهِ" (مجھے فلاں نے حدیث بیان کی اس حال میں کہ اس پر پڑھا جا رہا تھا۔)

کیا عرض شیخ کے الفاظ سننے کے برابر ہے یا اس سے رتبہ میں کم یا زیادہ ہے؟ اس کے متعلق کئی اقوال ہیں جن میں سے راجح ترین یہ ہے کہ سماع زیادہ بلند ہے (اس کی دلیل یہ ہے کہ) اس میں بنیاد نبی ﷺ کی اقتدا کرنا ہے کیونکہ آپ لوگوں پر قرآن پڑھا کرتے اور انہیں سنتیں سکھایا کرتے تھے۔

(۳) الاجازۃ

مفردات باب

الاجازۃ: ...... مصدر باب اَجَازَ بروزن افعال، بمعنی اجازت دینا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

مُعَیَّنٌ: ...... واحد مذکر اسم مفعول باب عَیَّنَ بروزن تفعیل، بمعنی معین کرنا۔ ہفت اقسام سے اجوف یائی ہے۔

☆☆..........☆☆

اجازہ:

روایت کرنے میں کسی کو لفظی طور پر یا لکھ کر اجازت دینا اس کی کئی اقسام ہیں:

الف:

معین راوی کو معین احادیث کی اجازت دے یہ سب سے بلند اور اعلیٰ قسم ہے مثلاً کہے میں نے تجھے اجازت دی کہ مجھ سے صحیح مسلم روایت کرے۔

ب:

معین شخص کو غیر معین روایات کی اجازت دینا مثلاً کہے میں نے تجھے اپنی تمام مسموعہ احادیث کی روایت کرنے کی اجازت دی۔

ج:

غیر معین افراد کو معین احادیث کی اجازت دینا جیسا کہ کہے: جس نے مجھ سے ملاقات کرلی اسے میں نے صحیح بخاری روایت کرنے کی اجازت دی۔

د:

غیر معین افراد کو غیر معین روایات کی اجازت دینا مثلاً کہے: اسے میں نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو اپنی تمام مسموعہ احادیث کو بیان کرنے کی اجازت دی۔

ھ:

معدوم افراد کو جو موجود افراد کے تابع ہوں کو اجازت دینا مثلاً کہے: میں نے فلاں شخص کو اور اس کے ہاں آج کے بعد پیدا ہونے والی اولاد کو بھی یہ یہ احادیث بیان کرنے کی اجازت دی۔

(۴) المناولة

مفرداتِ باب

اَلْمُنَاوَلَةُ: ...... باب مفاعلہ سے مصدر، بمعنی پکڑنا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

هِبَةٌ: ...... مصدر ہے باب وَهَبَ يَهَبُ هِبَةً بروزن ضرب، بمعنی تحفہ دینا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

المقرونة: ...... واحد مؤنث اسم مفعول باب قَرَنَ بروزن ضرب، بمعنی ملانا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المُجَرَّدَةُ: ...... واحد مؤنث اسم مفعول باب جَرَّدَ بروزن تفعیل، بمعنی خالی کرنا اور چھیلنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

☆☆..........☆☆

اس کی دو اقسام ہیں:

۱۔ مناولہ مع اجازت:

مطلق طور پر یہ اجازت کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی اصل یا اس سے تقابل کیا گیا نسخہ تلمیذ کو پکڑائے اور اسے کہے یہ میری فلاں سے روایت ہے لہٰذا تم اسے مجھ سے روایت کرو۔

اس کی شرط یہ ہے کہ شیخ کی اصل تلمیذ کے پاس عاریۃً ہبہ کی صورت میں یا ملکیت کی شکل میں باقی رہنا چاہیے تاکہ آگے اسے بیان کر سکے۔

۲۔ مناولہ بغیر اجازت:

کہ شیخ تلمیذ کو اپنی اصل یا جو اس کے قائم مقام ہے اسی قول پر اقتصار کرتے ہوئے

پکڑائے کہ یہ میری مسموعات ہیں یا فلاں سے میری روایت ہے۔ جمہور کے ہاں اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔

اجازت یا مناولہ میں ادا کی صورت:

اجازت یا مناولہ میں ادا کی صورت یہ ہے: "حَدَّثَنِی فُلَانٌ اِجَازَۃً اَوْ مُنَاوَلَۃً" (مجھے فلاں نے اجازۃً یا مناولۃً حدیث بیان کی)۔ اسی طرح "اَخْبَرَنِی اِجَازَۃً اَوْ مُنَاوَلَۃً" وغیرہ ہے۔ (مجھے فلاں نے اجازۃً یا مناولۃً خبر دی)۔

(۵) المکاتبۃ

یہ ہے کہ شیخ اپنی مسموعہ روایات موجود یا غیر موجود شخص کے لیے اپنے خط سے لکھ دے یا اپنے حکم سے لکھوا دے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

ا۔ مکاتبت مع اجازت:

یہ صحت وقوت میں مناولۃ مع الاجازت کے ہم پلہ ہے۔

۲۔ مکاتبت بغیر اجازت:

اس کا حکم اجازت سے خالی مناولہ والا ہے۔ اس کی ادائیگی کی صورت: "حَدَّثَنِی فُلَانٌ مُکَاتَبَۃً" مجھے فلاں نے مکاتبت کی حالت میں حدیث بیان کی۔ "کَتَبَ اِلَیَّ فُلَانٌ" میری طرف فلاں نے لکھا ہے۔

(۶) اَلْاِعْلَام

(لغوی معنی خبر دینا اور بتانا ہے، اصطلاحی لحاظ سے) یہ ہے کہ شیخ صرف یہی کہے کہ یہ کتاب میری فلاں سے سماعت کردہ ہے۔

(۷) الوصیة

مفردات باب

الـــــوصیة: ...... باب تفعیل سے اسم مصدر، بمعنی وصیت کرنا۔ ہفت اقسام سے لفیف مقرون ہے۔

الوجادۃ: ...... وَجَدَ بروزن ضرب یضرب سے اسم مشتق ہفت اقسام سے مثال واوی۔

قبیل: ...... یہ واحد ہے، اس کی جمع قُبُل اور قُبَلاء آتی ہے بمعنی ضامن، کفیل، شوہر، جماعت۔ یہاں آخری معنی مراد ہے۔

☆☆..........☆☆

(۷) وصیة:

شیخ اپنی موت یا سفر کے وقت کتاب کی کسی دوسرے شخص کو وصیت کر جائے۔ اور ایسی روایات کو آگے پہنچانے کے لیے کہا جائے گا: "اَوْصٰی اِلَیَّ فُلَانٌ" مجھے فلاں نے وصیت کی تھی وغیرہ۔

(۸) الوجادۃ:

راوی کی حدیث یا کتاب کو اپنے شیخ کے خط سے جسے وہ پہچانتا ہے پالے۔ ایسی صورت میں ادائیگی کے وقت کہا جائے گا: "وَجَدْتُ اَوْ قَرَأْتُ بِخَطِّ فُلَانٍ" (میں نے فلاں کے خط سے لکھی ہوئی پائی یا پڑھی) وغیرہ۔ وجادہ کے ساتھ مروی حدیث منقطع کی قبیل اور قسم سے ہے۔

صحیح قول کے مطابق اعلام، وصیت اور وجادت میں سے ہر ایک کے ساتھ روایت کرنے کی صحت کے لیے ان کا مع اجازت ہونا شرط قرار دیا گیا ہے۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل جملوں میں سے غلط اور صحیح کی نشاندہی کیجیے:

۱۔ مہمل اور مبہم میں یہ فرق ہے کہ مہمل میں راوی کے نام میں محض شک ہوتا ہے جبکہ مبہم میں سرے سے اس کا نام ہی ذکر نہیں کیا جاتا۔

۲۔ جو قطعی طور پر کسی چیز کو ثابت کرتا ہے وہ شک کے ساتھ بات کرنے والے پر مقدم ہوتا ہے۔

۳۔ امام شافعی کی کتاب ''من حدث ونسی'' ہے۔

۴۔ سماع حدیث لینے کے اعلیٰ طریقوں میں سے ہے۔

۵۔ جب ایک راوی میں جرح مفسر اور ثقاہت کا تعارض آ جائے تو جرح مقدم نہیں ہوگی۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے:

۱۔ السابق واللاحق سے کیا مراد ہے؟ اور اس علم سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

۲۔ مہمل کی تعریف کرتے ہوئے اس کی مثال ذکر کیجیے۔

۳۔ ''من حدث ونسی'' کا کیا حکم ہے؟

۴۔ اگر کوئی شخص بالجزم بیان کر دے کہ میں نے یہ روایت بیان نہیں کی تو کیا بیان کرنے والے شاگرد پر جرح کی جائے گی کہ اس کا حافظہ درست نہیں ہے؟

۵۔ ''من حدث ونسی'' کی مثال کا ذکر کیجیے۔

۶۔ المسلسل کی اصول حدیث میں کیا اہمیت ہے؟

۷۔ متفق اور مفترق کی تعریف کیجیے اور اس سے حاصل ہونے والے فائدہ کا تذکرہ کیجیے۔

۸۔ مؤتلف اور مختلف کی تعریف کیجیے اور اس سے حاصل ہونے والے فائدہ کا تذکرہ کیجیے۔

۹۔ المتشابہ کی تعریف کیجیے۔

۱۰۔ تحمل الحدیث کی تعریف کی روشنی میں یہ بتایے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صغرسنی میں بیان کی جانے والی روایات کا کیا حکم ہے؟

۱۱۔ حدیث لینے کے طریقے کون سے ہیں؟

۱۲۔ سماع کے صیغے تحریر کیجیے۔

۱۳۔ کیا عرض سماع کے برابر ہے یا اس سے رتبے میں کم ہے؟

۱۴۔ الاجازۃ کی وضاحت کیجیے۔

۱۵۔ بغیر اجازت کے مناولہ کا کیا حکم ہے؟

۱۶۔ مناولہ کے لیے استعمال ہونے والے صیغوں کی وضاحت کیجیے۔

۱۷۔ اعلام کا کیا حکم ہے؟

الجرح والتعدیل

مفرداتِ باب

المعدّل: ......واحد مذکر اسم فاعل باب هَدَّكَ بروزن تفعیل، بمعنی تعدیل اور ثقاہت کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

تَجَنُّب: ......باب تفعل سے مصدر، بمعنی بچنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

☆☆............☆☆

جرح اور عدالت کا حکم لگانے والے کے لیے علم، تقویٰ، ورع، سچائی، تعصب سے پرہیز اور تزکیہ و تجریح کے اسباب کی معرفت حاصل کرنا شرط قرار دیا گیا ہے۔ جرح اور ثقاہت قبول نہیں کی جائیں گی مگر بیدار مغز اور ان کے اسباب کو جاننے والے سے۔ جب ایک راوی میں جرح مفسر اور ثقاہت کا تعارض آجائے تو ثقاہت پر جرح مقدم ہوگی۔

حافظ ابن حجر نے کہا: محدثین کا یہ کہنا کہ جرح مفسر ہی قبول کی جائے گی وہ اس راوی کے متعلق ہے جس کی توثیق و تجریح میں اختلاف واقع ہوا ہو۔ رہا وہ راوی کہ جو مجہول ہے اور اس کے بارے میں ائمہ حدیث میں کسی امام کا صرف یہی قول ملا ہے کہ یہ متروک یا ضعیف وغیرہ ہے تو بات اسی کی تسلیم ہوگی اس کی تفسیر کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

مراتب التزكية والتجريح
(توثیق و تجریح کے مراتب)

مفردات باب

التزکیة: ......مصدر باب زَکّٰی بروزن تفعیل بمعنی پاک کرنا ہفت اقسام سے ناقص یائی۔

التجریح: ...... باب تفعیل سے مصدر بمعنی زخمی کرنا اور عیب لگانا ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

مأمونٌ: ......واحد مذکر اسم مفعول باب اَمِنَ بروزن علم، بمعنی محفوظ رہنا، مطمئن ہونا۔ ہفت اقسام سے مہموز الفاء ہے۔

☆☆............☆☆

علامہ سخاوی نے ''شرح الالفیہ'' میں اور شیخ اکرم سندھی نے ''امعان النظر بشرح شرح نخبۃ الفکر'' میں جرح اور ثقاہت کے تمام الفاظ کے چھ مراتب بنائے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

ثقاہت کے مراتب

اوّل:

یہ سب سے اونچا رتبہ ہے یعنی ایسا وصف بیان کرنا جو مبالغہ پر دلالت کرے یا اسے اسم تفضیل کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہو۔ مثلاً ''فُلَانٌ اَوْثَقُ النَّاسِ'' فلاں راوی سب سے زیادہ ثقہ ہے یا ''اَثْبَتُ النَّاسِ'' سب سے زیادہ حدیث یاد کرنے والا ہے۔ یا ''اِلَیْهِ الْمُنْتَهٰی فِی الضَّبْطِ'' فلاں کی طرف ضبط میں انتہاء ہے یا ''لَا اَعْرِفُ لَهٗ نَظِیْرًا'' مجھے اس راوی کا ہم مثل معلوم نہیں وغیرہ وغیرہ۔

الثانی:

مثلاً: "فُلَانٌ لَا يُسْأَلُ عَنْهُ" فلاں راوی کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا یعنی اس کی ثقاہت کے کیا ہی کہنے۔

ثالث:

توثیق پر دلالت کرنے والی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ تاکید لائی جائے مثلاً "ثِقَةٌ ثِقَةٌ" یا "ثَبَتٌ حُجَّةٌ" یا "ثِقَةٌ ضَابِطٌ" وغیرہ۔ سب سے زیادہ تاکید جو اس میں پائی گئی وہ ابن عیینہ کا یہ قول ہے، ہمیں عمرو بن دینار نے حدیث بیان کی اور وہ ثقہ ثقہ...... ہے۔ یہ انہوں نے نو مرتبہ کہا۔

رابع:

بغیر تاکید کے توثیق پر دلالت کرنے والے لفظ سے اس کو تعبیر کیا گیا ہو مثلاً "ثِقَةٌ" یا "ثَبَتٌ" یا "حُجَّةٌ" وغیرہ۔ یاد رکھیں ثبت سے زیادہ قوی الحجہ ہے۔

خامس:

مثلاً کہنا: "فُلَانٌ صَدُوْقٌ" یا "مَأْمُوْنٌ"۔ امام ابن معین کے علاوہ دیگر محدثین کے نزدیک "لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ" یا "لَا بَأْسَ بِهِ" بھی اسی درجہ پر ہے۔ جناب بدر بن جماعہ نے اپنی کتاب "مختصر" میں کہا ہے کہ امام ابن معین کا کہنا ہے جب میں کسی راوی کے متعلق "لَا بَأْسَ بِهِ" یا "لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ" کہوں تو وہ ثقہ ہوتا ہے (یعنی درجہ رابعہ کا راوی ہوتا ہے)۔

یہ ابن معین کا اپنی طرف سے خاص اصطلاح کی وضاحت کرنا ہے۔ اسی طرح کی بات مقدمہ ابن صلاح میں بھی ہے۔

سادس:

جو تجریح کے مراتب کے قریب ہونے کا احساس دلائے اور یہ سب سے ادنیٰ مرتبہ ہے، مثلاً کہنا: "فُلَانٌ لَيْسَ بِبَعِيْدٍ عَنِ الصَّوَابِ" (فلاں درستگی سے دور نہیں۔) یا "شَيْخٌ" یا "يُعْتَبَرُ بِهِ" (اس کا اعتبار کیا گیا ہے۔) یا "شَيْخٌ وَسَطٌ" (متوسط شیخ ہے۔) یا "رَوَى

عَنْهُ النَّاسُ" (لوگوں نے اس سے روایت کی ہے۔) یا "صَالِحُ الحَدِيْثِ" (حدیث روایت کرنے کے قابل ہے۔) "يُكْتَبُ حَدِيْثُهُ" (اس کی حدیث لکھے جانے کے قابل ہے۔) "مُقَارِبُ الحَدِيْثِ" (اس کی روایات دوسرے ثقہ راویوں کے قریب قریب ہیں۔) یا "صُوَيْلِحٌ" (صالح کی تصغیر ہے) یعنی یہ متوسط صالح ہے۔ یا "صَدُوْقٌ اِنْ شَاءَ اللّٰه" (ان شاء اللہ سچا ہے۔) یا "أَرْجُوْ أَنْ لَّا بَأْسَ بِهِ" (مجھے امید ہے کہ اس راوی میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں) وغیرہ وغیرہ۔

امام سخاوی نے کہا ان مراتب والوں میں حکم یہ ہے کہ ان میں پہلے چاروں قابل حجت ہیں جبکہ ان سے نیچے والا پانچویں رتبہ کے اہل لوگوں میں سے کوئی بھی قابل حجت نہیں البتہ اس کی حدیث لکھی جائے گی اور پرکھا جائے گا آیا صحیح ہے یا ضعیف۔ لیکن چھٹے رتبہ کے اہل لوگوں کا حکم پانچویں والوں سے کم۔ بعض محدثین اعتبار (تعریف گزر چکی ہے) کے لیے اس کی حدیث لکھ لیتے ہیں اور ان کے ضبط کا معاملہ واضح ہونے کی وجہ سے اسے جانچتے نہیں۔

مراتب الجرح
(جرح کے مراتب)

مفرداتِ باب

دَجَّال: ......واحد مذکر اسم مبالغہ باب دَجَلَ بروزن نصر بمعنی جھوٹ بولنا، ہفت اقسام سے صحیح۔

کَذَّاب: ......واحد مذکر اسم مبالغہ باب کذب بروزن ضرب، بمعنی جھوٹ بولنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

وَضَّاعٌ: ......واحد مذکر اسم مبالغہ باب وَضَعَ يَضَعُ بروزن منع، بمعنی بات گھڑنا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

مُتَّهَمٌ: ......واحد مذکر اسم مفعول باب اِتَّهَمَ برورزن افتعال، بمعنی تہمت لگانا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

وَاهٍ: ......واحد مذکر اسم فاعل باب وَهَى يَهِى بروزن ضرب بمعنی کمزور ہونا، ہفت اقسام سے لفیف مفروق۔

لَا تَحِلُّ: ......واحد مؤنث غائب فعل نفی معلوم باب حَلَّ يَحِلُّ بروزن ضرب، بمعنی حلال ہونا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

مناكير: ...... یہ مُنكَر کی جمع ہے جو کہ باب افعال کے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی عیب لگانا۔

☆☆..........☆☆

اوّل:

یہ سب سے بدترین ہے، وہ وصف ہے جو مبالغہ پر دلالت کرے مثلاً: "فُلَانٌ اَكْذَبُ النَّاسِ" فلاں فلاں سے زیادہ جھوٹا ہے۔ یا "اِلَيْهِ الْمُنْتَهٰى فِي الْكَذِبِ" فلاں راوی پر جھوٹ کی انتہاء ہے۔ یا "هُوَ رُكْنُ الْكَذِبِ" وہ تو جھوٹ کا رکن ہے۔ یا "مَعْدِنَةٌ" یعنی وہ تو جھوٹ کی کان ہے وغیرہ۔

ثانی:

جو پہلے سے کم مرتبہ ہے گو کہ مبالغہ پر مشتمل ہو۔ جیسے کہ "فُلَانٌ دَجَّالٌ" یا "كَذَّابٌ" یا "وَضَّاعٌ" (احادیث گھڑنے والا) ہے۔ اسی طرح "يَضَعُ الْحَدِيْثَ" وہ حدیث گھڑتا ہے۔ یا "يَكْذِبُ" وہ حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔

ثالث:

"فُلَانٌ مُتَّهَمٌ بِالْكَذِبِ، اَوْ بِالْوَضْعِ" فلاں متہم بالکذب ہے یا متہم بالوضع ہے۔ یا "يَسْرِقُ الْحَدِيْثَ" احادیث چوری کیا کرتا تھا۔ یا "سَاقِطٌ" فلاں گرا ہوا ہے۔ یا "مَتْرُوْكٌ" محدثین نے اسے چھوڑا ہوا ہے۔ یا "هَالِكٌ" وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ یا "ذَاهِبُ الْحَدِيْثِ" فلاں راوی روایات کو خلط ملط کرنے والا ہے۔ یا "تَرَكُوْهُ" محدثین نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ یا "لَا يُعْتَبَرُ بِهٖ" فلاں کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔ یا "لَيْسَ بِثِقَةٍ" وہ ثقہ نہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

رابع:

مثلاً کہنا: "فُلَانٌ رُدَّ حَدِيْثُهٗ" فلاں کی روایت کو رد کر دیا گیا ہے۔ یا "مَرْدُوْدُ الْحَدِيْثِ" فلاں راوی کی روایات مردود ہیں۔ یا "ضَعِيْفٌ جِدًّا" وہ بہت زیادہ ضعیف ہے۔ یا "وَاهٍ بِمَرَّةٍ" فلاں راوی حتمی طور پر ضعیف ہے۔ یا "طَرَحُوْهُ" محدثین نے اسے پھینک دیا ہے۔ یا "لَا يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ" فلاں راوی کی احادیث نہیں لکھی جاتیں۔ (مطلب ہے کہ وہ اس قابل ہی نہیں۔) یا "لَا تَحِلُّ الرِّوَايَةُ عَنْهُ" فلاں سے روایت کرنا حلال نہیں۔

امام ابن معین کے علاوہ دیگر محدثین کے نزدیک "لَیْسَ بِشَیْءٍ" کہنا بھی اسی درجہ میں ہے۔ معنی فلاں راوی کی کوئی حیثیت نہیں۔

امام سخاوی نے شرح الالفیہ میں لکھا کہ جب ابن القطان نے کہا: ابن معین جب کسی راوی کے متعلق "لَیْسَ بِشَیْءٍ" کہے تو ان کی مراد یہ ہے کہ اس راوی کی احادیث قلیل ہیں یعنی قلیل الروایہ ہے۔ اسی طرح کی بات مقدمہ فتح الباری میں بھی ہے۔

خامس:

مثلاً کہنا: "فُلَانٌ لَا یُحْتَجُّ بِهِ" فلاں راوی سے دلیل نہیں پکڑی جاتی۔ یا "ضَعَّفُوْهُ" اسے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ یا "مُضْطَرِبُ الْحَدِیْثِ" وہ مضطرب الحدیث ہے۔ یا "ضَعِیْفٌ" وہ ضعیف ہے۔ یا "لَهُ مَا یُنْكَرُ" اس کے پاس ایسی روایات ہیں جن کا انکار کیا گیا ہے۔ یا "لَهُ مَنَاكِیْرُ" اس کے لیے منکر روایات ہیں۔ یا "مُنْكَرُ الْحَدِیْثِ" فلاں منکر الحدیث ہے۔ یہ آخری اصطلاح امام بخاری کے علاوہ دیگر محدثین کے نزدیک ہے۔

حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ابان بن جبلہ کوفی اور سلیمان بن داؤد یمامی کے تراجم کے تحت کہا کہ بلاشبہ امام بخاری نے فرمایا: ہر وہ راوی جس کے بارے میں منکر الحدیث کہوں تو اس سے روایت لینا حلال نہیں۔

سادس:

یہ سب سے کمزور ترین اور نرم ہے۔ مثلاً کہنا: "فُلَانٌ فِیْهِ مَقَالٌ" فلاں راوی میں کلام ہے۔ یا "أَدْنٰی مَقَالٍ" فلاں میں معمولی نقد ہے۔ یا "یُنْكَرُ مَرَّةً وَیُعْرَفُ أُخْرٰی" اس کی روایات کو کبھی منکر اور کبھی معروف کہا جاتا ہے۔ یا "لَیْسَ بِالْقَوِیِّ" وہ قوی نہیں۔ یا "لَیْسَ بِالْمَتِیْنِ" وہ مضبوط راوی نہیں۔ یا "لَیْسَ بِحُجَّةٍ" فلاں قابل حجت نہیں۔ یا "لَیْسَ بِعُمْدَةٍ" وہ معتبر نہیں۔

یا "لَیْسَ بِالْحَافِظِ" فلاں حافظ نہیں۔ یا "فِیْهِ شَیْءٌ" اس میں کچھ نقص ہے۔ یا "فِیْهِ

جَهَالَةٌ" اس میں جہالت ہے۔ یا "سَيِّئُ الْحِفْظِ" فلاں برے حافظے والا ہے۔ یا "لَيِّنُ الْحَدِيْثِ" اس کی روایات میں کمزوری ہے۔ یا "فِيْهِ لِيْنٌ" اس راوی میں کمزوری ہے۔

اس مرتبہ پر محدثین کا کہنا ہے: "فُلَانٌ تَكَلَّمُوْا فِيْهِ" فلاں میں محدثین نے کلام کی ہے۔ امام بخاری کے علاوہ دیگر محدثین کے نزدیک "فُلَانٌ فِيْهِ نَظَرٌ" فلاں میں نظر ہے۔ یا "فُلَانٌ سَكَتُوْا عَنْهُ" کہنا بھی اسی درجہ میں ہے (کہ فلاں سے محدثین نے سکوت اختیار کیا ہے)۔

حافظ عراقی نے شرح الالفیہ میں کہا: "فُلَانٌ فِيْهِ نَظَرٌ" یا "فُلَانٌ سَكَتُوْا عَنْهُ" یہ دونوں عبارتیں امام بخاری ان رواۃ کے متعلق کہتے ہیں جن کی روایات کو محدثین نے ترک کر دیا ہے۔

علامہ سخاوی نے شرح الالفیہ میں کہا: ان مراتب والوں میں حکم یہ ہے کہ پہلے چاروں میں سے کسی کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی اور نہ ہی اس کے ساتھ استشہاد لیا جاتا ہے اور نہ ہی اعتبار کے لیے اسے پیش کیا جاتا ہے۔ جبکہ وہ رواۃ جن کا پانچویں اور چھٹے مرتبہ میں تذکرہ ہوا ان کی روایت کا اعتبار کیا جاتا ہے یعنی اعتبار کے لیے لی جائے گی۔

مَعْرِفَةُ الاَسْمَاءِ وَالْکُنٰی وَالاَنْسَابِ وَالْاَلْقَابِ وَالْمَوَالِی

(نام، کنیتوں، انساب، القاب اور موالی کی پہچان)

مفرداتِ باب

عاھۃ: ...... یہ اسم مشتق ہے، باب عَاہَ بروزن نصر سے بمعنی مویشیوں یا کھیتی پر آنے والی آفت، ہفت اقسام سے اجوف واوی۔

صِنَاعۃ: ...... منع بروزن منع سے اسم مشتق بمعنی ہنر، کاری گری، اس کی جمع صِناعات آتی ہے، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

حِرفۃ: ...... حَرَفَ بروزن ضَرب سے اسم مشتق بمعنی پیشہ، ہنر، اس کی جمع حِرَفٌ، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یُجَالِسُ: ...... واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب جَالَسَ بروزن مفاعلۃ، بمعنی کسی کے ساتھ بیٹھنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الحذَّائِیْنَ: ...... یہ جمع الحذاء کی جس کا معنی جوتا بنانے والا یعنی موچی۔

الضالّ: ...... واحد مذکر اسم فاعل باب ضَلَّ بروزن سمع اور ضرب، دونوں سے آسکتا ہے، بمعنی بھول جانا دینِ حق سے ہٹ جانا، اس جگہ پہلا معنی مراد ہے۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

یتَّصَلُ: ...... واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول باب اِتَّصَلَ بروزن افتعال، بمعنی ملنا، جڑنا، یہاں باء کی وجہ سے متعدی کا معنی پیدا ہوا ہے یعنی ملانا اور جوڑنا۔ ہفت اقسام سے

مثال واوی ہے۔

الکُنٰی: ......اس کی واحد کُنْیَۃٌ ہے جو کہ کَنٰی یکنی بروزن ضرب سے مصدر ہے بمعنی کنیت رکھنا، ہفت اقسام سے ناقص یائی۔

اُخْتُـــلِفَ: ...... واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول باب افتعال، بمعنی مختلف ہونا اور اختلاف کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

وَافَـقَـتْ: ...... واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف باب وافق بروزن مفاعلہ، بمعنی موافقت کرنا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

خـادم: ...... واحد مذکر اسم فاعل باب خَدم بروزن ضرب اور نصر ہے، بمعنی خدمت کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

الـمُهِمّ: ...... واحد مذکر اسم فاعل باب اَهَمَّ بروزن افعال، بمعنی شدید معاملہ مشغول کرنے والا معاملہ، اس کی جمع مَهَامّ آتی ہے۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

☆☆..........☆☆

ان امور میں جن کی ضرورت ہے، کنیتوں والے راویوں کے ناموں کی اور ناموں والے رواۃ کی کنیتوں کی معرفت حاصل کرنا ہے کیونکہ بسا اوقات راوی کا تذکرہ نام سے اور بعض دفعہ کنیت سے کیا جاتا ہے جس کی بدولت اس نوع سے عدم واقفیت رکھنے والا انہیں دو شخصیتیں سمجھ لیتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک فرد ہوتا ہے۔ اس کی کئی اقسام ہیں:

۱۔ وہ راوی جو اپنے نام سے معروف اور کنیت سے غیر معروف یا اس کے برعکس ہے۔ مثلاً طلحہ بن عبیداللہ، عبدالرحمٰن بن عوف، حسن بن علی ان سب کی کنیت ابو محمد ہے۔ اسی طرح ابوادریس خولانی، ان کا نام عائذ اللہ ہے اور ابواسحاق السبیعی ان کا نام عمرو ہے۔

۲۔ جس راوی کا نام ہی اس کی کنیت ہے: مثلاً ابو بلال اشعری جو کہ شریک سے روایت لیتا ہے اسی طرح ابوحصین (حاء کے فتحہ کے ساتھ) ہے جو کہ ابو حاتم رازی سے روایت کرتا ہے ان دونوں میں سے ہر ایک نے کہا میرا نام ہی میری کنیت ہے۔

۳۔ وہ راوی جس کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام اور ان کے والد کے نام میں تقریباً تیس اقوال پر اختلاف کیا گیا ہے۔ سب سے زیادہ مشہور عبدالرحمٰن بن صخر ہے۔

۴۔ وہ راوی جس کی کنیت میں اختلاف ہے۔ مثلاً حضرت اسامہ بن زید ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ان کی کنیت ابوخارجہ یا ابومحمد یا ابوعبداللہ، کئی اقوال ہیں۔

۵۔ وہ راوی جس کی کنیتیں بکثرت ہیں مثلاً ابن جریج اس کی دو کنیتیں ابوخالد اور ابوولید ہے۔

۶۔ وہ راوی جس کی کنیت اس کے والد کے نام کے موافق ہے یا اس کے برعکس ہے۔ مثلاً ابومسلم اغر بن مسلم المدنی جو کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لینے والا ہے۔ اسی طرح ابواسحاق طالقانی بن اسحاق ہے نیز اسحاق بن ابی اسحاق السبیعی ہے۔

۷۔ وہ راوی جس کے والد کا نام اس کے شیخ کے نام کے موافق ہے مثلاً ربیع بن انس عن انس رضی اللہ عنہ اس کے والد بکری خاندان سے تعلق رکھتا تھا جبکہ اس کے شیخ حضرت انس بن مالک خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۸۔ وہ راوی کہ جس سے بیان کرنے والے (شاگرد) کا نام اس کے شیخ کے نام کے موافق ہے۔ مثلاً امام بخاری سے روایت لینے والے امام مسلم (جن کی کتاب کا نام صحیح مسلم ہے) ہیں جبکہ امام بخاری خود مسلم بن ابراہیم الفراہیدی الازدی سے روایت لیتے ہیں، لہٰذا جو اس کی معرفت نہیں رکھتا وہ جب یہ سنے گا حدثنا مسلم عن البخاری عن مسلم تو سمجھے گا یہ مقلوب سند ہے یا اس میں تکرار آ گیا ہے حالانکہ بات اس طرح نہیں۔

۹۔ وہ راوی جس کا اپنا نام، اس کے شیخ کا اور شیخ کے شیخ کا نام متفق ہو مثلاً عمران عن عمران عن عمران ہے۔ پہلا عمران القصیر ہے دوسرا ابو رجال العطاردی جبکہ تیسرے حضرت عمران بن حصین معروف صحابی ہیں۔

۱۰۔ وہ راوی جس کا اپنا نام اس کے والد کا اور اس کے دادا کا نام متفق ہو، مثلاً حسن بن حسن

بن حسن بن علی بن ابی طالب۔

۱۱۔ وہ راوی جس کی کنیت اس کی بیوی کی کنیت کے موافق ہو مثلاً حضرت ابو ایوب اور ام ایوب دونوں صحابی ہیں۔

اسی طرح اہم امور میں سے ان ناموں کی معرفت ہے جو کنیت سے خالی اور ان کنیتوں کی معرفت ہے جو ناموں سے خالی ہیں، نیز ان ناموں، کنیتوں اور القاب کی معرفت بھی اہم معاملات میں سے ہے جو مفرد ہیں یعنی وہ کہ جن کا مسمّی ایک ہی شخص ہے۔

مفرد اسماء میں سے احمد بن عجیان اور سندر (سین مفتوحہ) مولیٰ زنباع جذامی ہے۔

مفرد کنیتوں سے ابو العشراء ہے جس کا نام اسامہ ہے۔ ابـو العُبَیْدَیْن (تثنیہ اور تصغیر ہے) جس کا نام معاویہ بن صبرہ ہے جو کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہے۔

مفرد القاب میں سے سفینہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان کا نام عمیر یا مہران یا صالح ہے ان کے علاوہ بھی نام بتائے گئے ہیں۔ اسی طرح سحنون عبدالسلام بن سعید قیروانی ہے۔

ناموں اور کنیتوں میں توجہ کی مثل القاب اور انساب کی معرفت ہے۔ لقب بسا اوقات نام کی صورت میں ہوتا ہے مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہیں اور بسا اوقات کنیت کی صورت میں ہوتا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب ابو تراب ہے۔

بعض دفعہ راوی کی نسبت عیب کی طرف یا فن یا پیشے کی طرف ہوتی ہے مثلاً اعرج (لنگڑا) خَیَّاط (درزی) بزّار (کپڑا فروخت کرنے والا) کبھی کبھار نسبت قبیلے کی طرف ہوتی ہے اور قبیلہ ایک باپ کی اولاد کو کہتے ہیں مثلاً قرشی، دوسی۔

بعض دفعہ نسبت وطن کی طرف ہوتی ہے اور یہ انسان کے رہنے کی جگہ شہر کی صورت میں یا جاگیر یعنی کھیت یا محلّہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ جیسے بغدادی (بغداد کا رہنے والا) ضیعی (جاگیر کی طرف نسبت) قطیعی (محلے کی طرف نسبت) دارقطنی (محلے کی طرف نسبت) قطیعہ دقیق اور درقطن دونوں بغداد کے محلے ہیں۔

بسا اوقات غیر باپ کی طرف نسبت ہوتی ہے جیسے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ہیں ان

کی نسبت اسود بن عبد یغوث زہری کی طرف ہے۔ یہ اس کی کفالت میں تھے تو اس نے انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ درحقیقت ان کا نسب یہ ہے: مقداد بن عمرو بن ثعلبہ کندی۔

بعض دفعہ والدہ کی طرف نسبت ہوتی ہے مثلاً بلال بن حمامہ، ان کے والد کا نام رباح تھا۔ اسی طرح اسماعیل بن علیہ ان کے والد ابراہیم بن مقسم ہیں جو کہ ولاءً اسدی ہیں۔ بعض اوقات نسبت اس کی طرف ہوتی ہے جدھر ذہن جلدی نہیں ہوتا مثلاً خالد الحذاء یہ خود موچی نہیں تھے بلکہ موچیوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔

بعض دفعہ انساب، القاب کی صورت میں واقع ہوتے ہیں جیسے خالد بن مخلد القطوانی الکوفی ہے۔ ان کا لقب قطوان کی طرف نسبت کرتے رکھا گیا اور قطوان اس لمبے پاؤں والے کو کہتے ہیں جو قدم ملا کر چلے۔

اہم امور میں القاب اور انساب کے اسباب کی معرفت بھی ہے کیونکہ بسا اوقات یہ چیزیں خلاف ظاہر بھی ہوتی ہے مثلاً معاویہ بن عبدالکریم ضال ہے، یہ مکہ مکرمہ کے راستے میں گم ہوگیا تھا اس لیے اسے ضال کہا جاتا ہے، عبداللہ بن محمد الضعیف ہے اسے جسمانی کمزوری کی وجہ سے ضعیف کہا جاتا ہے۔

حافظ عبدالغنی بن سعید الازدی نے کہا: یہ دونوں جلیل القدر رواۃ ہیں لیکن ان دونوں کو قبیح القاب لازم ہیں۔ اس کی مثل حسن بن یزید القوی ہے اسے عبادت پر طاقت ور ہونے کی وجہ سے قوی کہا جاتا تھا۔

اسی طرح حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو البدری ہیں یہ غزوۂ بدر میں حاضر نہیں تھے بلکہ علاقہ بدر میں سکونت پذیر تھے چنانچہ زیادہ صحیح قول کے مطابق ان کی اس علاقہ کی طرف نسبت کردی گئی۔ ان چیزوں میں سے کہ جن کے ذریعے مذکورہ بحث سے اتصال کیا گیا ہے علماء اور رواۃ میں سے موالی کی معرفت اور ان موالی میں سے بہنوں اور بھائیوں کی معرفت ہے۔

انواع الولاءِ

مفردات باب

المخالفة: ...... باب مفاعلہ سے مصدر، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المعاقدة: ...... باب مفاعلہ سے مصدر، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

التأزّر: ...... باب تفعّل سے مصدر ہے، ہفت اقسام سے مہموز الفاء۔

أَجِيـر: ...... واحد مذکر صفت مشبہ باب أَجَـرَ بروزن ضرب اور نصر دونوں سے آسکتا ہے بمعنی مزدور، ہفت اقسام سے مہموز الفاء۔

☆☆..........☆☆

ولا کی تین اقسام ہیں:

(۱) ولاء العتاقة (آزادی کی بنا پر تعلق):

یہ بہت زیادہ ہے اور اکثر رواۃ اپنے آزاد کرنے والے قبیلے کی طرف منسوب کیے گئے ہیں جیسے لیث بن سعد مصری الفهمی ہیں جو کہ فہم قبیلے کے آزاد کردہ ہیں۔

(۲) ولاء الاسلام:

یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کے ہاتھ پر اسلام لائے تو اس کے قبیلے کی طرف نو مسلم کی نسبت کی جاتی ہے جیسے کہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی ہیں ان کے دادا مغیرہ اسلام لائے تھے یمان بن اخنس الجعفی کے ہاتھ پر لہٰذا انہی کی طرف نسبت کر دی گئی۔

(۳) ولاء بالحِلف (حاء کے کسرہ کے ساتھ):

یہ محالفہ سے ماخوذ ہے اور محالفہ باہمی تائید و نصرت پر عہد و پیمان کرنے کو کہتے ہیں جیسا کہ امام مالک بن انس الاصبحی ولاءً التیمی ہیں کیونکہ ان کی جماعت (خاندان) قریش کی شاخ

تیم کے ساتھ معاہدہ کرنے کی وجہ سے ان کی موالی بن گئی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے دادا مالک بن ابی عامر، طلحہ بن عبداللہ التیمی کے مزدور تھے۔

اسے غور سے سمجھنا اور پکڑنا کہ مولیٰ اعلیٰ یعنی آزاد کرنے والا جس کے ساتھ معاہدہ کیا گیا اور جس کے ہاتھ پر کوئی دوسرا مسلمان ہو، کے درمیان اور مولیٰ اسفل یعنی آزاد کیا گیا معاہدہ کرنے والا اور دوسرے کے ہاتھ پر مسلمان ہونے والے کے مابین لفظ مولیٰ مشترک ہے۔

رواۃ میں سے موالی اور ان کے بہن بھائیوں کی معرفت کے فوائد میں سے متعدد افراد کو ایک خیال کرنے کے التباس سے بے خوفی اور سلامتی ہے یا غیر بھائی کو والد کے نام میں اشتراک کی وجہ سے بھائی خیال کرنے کے التباس سے محفوظ رہنا ہے مثلاً عبداللہ بن دینار اور عمرو بن دینار ہیں یہ دونوں ایک ہی طبقہ کے راوی ہیں اور بھائی نہیں۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل جملوں میں غلط اور صحیح کی نشاندہی کیجیے:

۱۔ امام بن معین جب کسی راوی کے بارے میں "لا باس به" کہیں تو وہ پانچویں درجے کا راوی شمار ہوتا ہے۔
۲۔ امام بخاری جس راوی کے بارے میں منکر الحدیث کہہ دیں اس کی روایت لینا درست نہیں۔
۳۔ ابو اسحاق السبیعی کا نام عمر ہے۔
۴۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا نام بالاتفاق عبدالرحمن بن صخر ہے۔
۵۔ ابو مسعود عقبہ بن عمرو البدری غزوہ بدر میں مردانہ وار لڑے۔

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کیجیے:

۱۔ جرح مفسر کسے کہتے ہیں؟
۲۔ جب کسی راوی کے بارے میں "لا يسأل عنه" کہہ دیا جائے تو اس کی روایت قابل قبول ہوگی۔
۳۔ کیا ثبت سے زیادہ قوی حجۃ ہے۔
۴۔ فلان صدوق اور فلان ثقہ میں کیا فرق ہے؟
۵۔ ثقاہت کے چھٹے مرتبے کے صیغوں کی وضاحت کیجیے۔
۶۔ مراتب تعدیل میں سے کون سے مراتب والے رواۃ قابل حجت ہیں؟
۷۔ فلان صدق اور فلان ثقہ میں کیا فرق ہے؟
۸۔ ثقہ اور لیس به بأس میں امام ابن معین کے نزدیک کیا فرق ہے؟
۹۔ پانچویں مرتبے کے لوگوں کی حدیث کیوں لکھی جاسکتی ہے؟

۱۰۔ کون سا صیغہ زیادہ جرح کا حامل ہے: فلانٌ دجّالٌ، هو ركن الكذب؟

۱۱۔ لیس بشئی جرح کے کس مرتبے سے تعلق رکھتا ہے؟

۱۲۔ مراتب جرح میں کون سے مراتب کے رواۃ کی روایت کچھ حیثیت رکھتی ہے؟

۱۳۔ رواۃ کے ناموں اور کنیتوں کی پہچان کیوں ضروری ہے؟

۱۴۔ کیا کسی راوی کی ایک سے زائد کنیتیں ہو سکتی ہیں؟

۱۵۔ "حدثنا مسلم عن مسلم عن مسلم" کیا یہ سند صحیح ہے؟

۱۶۔ ولاء سے کیا مراد ہے؟ نیز مولی کے معانی تحریر کیجیے۔

كِتابة الحديثِ وعَرضُه واِسماعُه

وَالرِّحْلَةُ فِي طلبهِ

(حدیث لکھنا، اس کا موازنہ کرنا، اسے بیان کرنا اور اس کو لینے میں سفر کرنا)

مفرداتِ باب

کتابَة: ......اسم مصدر باب کَتب بروزن نصر بمعنی لکھنا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یُنْقَطُ: ......واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول باب نَقَطَ بروزن نصر بمعنی حروف پر نقطے لگانا، ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یُخِلُّ: ......واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب اَخَلَّ بروزن افعال، بمعنی بگاڑ پیدا کرنا اور خلل ڈالنا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

یُقَابِلُ: ......واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب مفاعلۃ، بمعنی تقابل کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

اِسْماع: ......مصدر باب اَسْمَعَ بروزن افعال، بمعنی سنانا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

فَلْیُجْبِرْہُ: ......واحد مذکر غائب فعل امر غائب معلوم باب اَجْبَرَ بروزن افعال، بمعنی کمی پوری کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یَسْتَوْعِبُ: ......واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب استَوْعَبَ بروزن استفعال، بمعنی گھیرنا اور احاطہ کرنا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

☆☆..........☆☆

کتابۃ الحدیث:

حدیث کی کتابت صاف اور واضح خط کے ساتھ ہو اور مشکل الفاظ پر اعراب اور نقطے لگائے جائیں اور گرا ہوا حرف دائیں جانب حاشیہ پر لکھا جائے بشرطیکہ ممکن ہو ورنہ بائیں جانب لکھا جائے۔

سماع الحدیث:

مشائخ سے حدیث لینا سماع حدیث کہلاتا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ شیخ کے الفاظ سنتے وقت یا اس پر قراءت کے وقت طالب علم بیدار ہو اور کسی ایسی کلام یا قراءت یا غیر سنی ہوئی چیز کے لکھنے میں مصروف نہ ہو جو (سماع میں) خلل ڈالتی ہو۔

عرض الحدیث:

طالب علم کا شیخ کے ساتھ (روایات کا) تقابل کرنا خواہ شیخ کے پاس اس کی اصل ہو یا اپنے حافظے پر اعتماد کرے یا طالب علم شیخ کے علاوہ دوسرے ثقہ راوی کے ساتھ تقابل کرے یا بذات خود طالب علم شیخ کے اصل نسخے یا اس سے موازنہ کیے گئے فرع کے ساتھ تقابل کرے۔

اسماع الحدیث:

حدیث کو آگے بیان کرنا اسماع الحدیث کہلاتا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ احادیث سناتے اور بیان کرتے وقت شیخ بیدار ہو اور خلل ڈالنے والی باتوں اور امور میں مشغول نہ ہو۔ نیز یہ کہ اس کی ادائیگی اس کے اصل نسخے سے ہو کہ جس میں احادیث سن کر لکھی گئی ہوں یا ایسی فرع سے ادائیگی ہو جس پر تقابل کیا گیا ہے اور اگر شیخ بیان کرنے سے معذور ہو تو اجازت دے کر اس کی کمی پوری کر دے۔

الرحلۃ فی طلب الحدیث:

اپنے علاقے والے علماء کی احادیث کا احاطہ کرنے کے بعد راوی کا ان متون و اسانید کے حصول کے لیے وطن چھوڑنا جو اس کے پاس نہیں۔ متنوں کی کثرت میں اس کی توجہ اسانید کی کثرت میں اہتمام سے زیادہ ہونی چاہیے۔

التصنیف فی الحدیث

مفرداتِ باب

التصنیف: ...... باب تفعیل سے مصدر، بمعنی لکھنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یَجِدُ: ...... واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف وَجَدَ بروزن ضرب، بمعنی پانا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

☆☆..........☆☆

جو آدمی تصنیف فی الحدیث پر قدرت پاتا ہے اس پر اس میدان میں سرگرم عمل ہونا ضروری ہے تاکہ متفرق روایات کو جمع کر دے۔ دور کے علاقہ میں پائی جانے والی روایات کو قریب کر دے، مشکل کی وضاحت اور مجمل کی تفسیر کر دے۔ اور اپنی تصنیف کردہ کتاب کو اپنے ہاتھ سے نکالے مگر اس کی تہذیب اور اس میں بار بار نظر کرنے کے بعد۔ نیز اس کی تالیف اس موضوع پر ہو جس کی عام ضرورت ہو اور جس کا فائدہ زیادہ ہے۔

انواع التصنیف
(تصنیف کی اقسام)

(۱) الجوامع:

ہر وہ کتاب جامع ہے جو عقائد، احکام، رقاق (دل کو نرم کرنے والی احادیث)، کھانے پینے کے آداب، سفر، قیام وقعود، تفسیر و سیر، تاریخ، فتن، مناقب اور مثالب (عیبوں) کی احادیث کو جمع کرنے والی ہے۔ جیسے امام بخاری کی ''الجامع الصحیح'' ہے۔

(۲) المسانید:

ہر وہ کتاب مسند ہے جس میں ہر صحابی کی الگ الگ روایات بغیر صحت حدیث اور تحسین

حدیث کی قید کے، نیز بغیر باب کی مناسبت وغیرہ کے جمع کی ہوں۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبل کی المسند ہے۔

(۳) المعاجم:

ہر وہ کتاب معجم ہے جس میں شیوخ کی ترتیب پر روایات کا تذکرہ کیا گیا ہو۔ ایسی کتاب میں عموماً حروف تہجی کی ترتیب ہوتی ہے، جیسا کہ امام طبرانی کی تینوں معاجم ہیں۔

(۴) العلل:

وہ کتب ہیں جو معلول روایات کا، ان کی علتوں کی وضاحت کے ساتھ احاطہ کیے ہوں، امام احمد، دارقطنی اور ابن ابی حاتم ان علماء میں سے ہیں جنہوں نے اس نوع میں کتب لکھیں۔

(۵) الاجزاء:

وہ کتابچہ کہ جس میں ایک آدمی کی روایات جمع کی گئی ہوں خواہ وہ صحابی ہو یا ان کے بعد کے زمانے والا۔ یا وہ کتابچہ ہے جس میں ایک موضوع کے متعلقہ احادیث کا تذکرہ کیا گیا ہو۔ جیسے کہ جزء رفع الیدین، جزء القراءۃ خلف الامام، یہ دونوں امام بخاری کی تصنیف کردہ ہیں۔

(۶) الاطراف:

تدریب الراوی کے مصنف نے کہا ہے کہ اطراف پر تصنیف وہ ہے کہ (جس میں) حدیث کا ایک ٹکڑا ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرنے والا ہو اور اس کی اسانید یا تو مکمل طور پر احاطہ کرتے ہوئے یا مخصوص کتب کے ساتھ مقید کرتے ہوئے اکٹھی کر دی گئی ہوں۔ جیسا کہ حافظ ابوالحجاج مزی کی تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف ہے۔

(۷) المستدرکات

مفردات باب

المستدرکات: ...... جمع مؤنث اسم مفعول ہے باب استدرک بروزن استفعال، بمعنی تلافی کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

المستخرجات: ...... جمع مؤنث اسم مفعول باب استفعال، بمعنی استنباط کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

تَعَزّٰی: ...... واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم باب تَعَزّٰی بروزن تفعل اس کی ایک تاء تخفیفاً حذف ہوئی ہے اصل میں تَتَعَزّٰی تھا، بمعنی منسوب ہونا۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

☆☆............☆☆

ہر وہ کتاب مستدرک ہے جس میں کسی دوسری کتاب کے مصنف سے رہ جانے والی روایات کو اس کی شرط پر اکٹھا کرکے تلافی کی گئی ہو۔ جیسا کہ امام ابو عبداللہ الحاکم کی المستدرک علی الصحیحین ہے۔

(۸) المستخرجات

ہر وہ کتاب مستخرج ہے جس میں کسی دوسری کتاب کی احادیث کو صاحب کتاب کی سندوں کے علاوہ صحیح اسانید سے بیان کیا گیا ہو۔ اور صاحب کتاب کے ساتھ اس کے شیخ یا اس سے اوپر کسی راوی میں استخراج کرنے والا مل جائے جیسا کہ ابو نعیم اصبہانی کی "المستخرج علی الصحیحین" ہے۔

یہ بات یاد رکھیے کہ استخراج کرنے والے عموماً متن حدیث میں مستخرج علیہ کتاب کے الفاظ کی پابندی نہیں کرتے بلکہ وہ الفاظ روایت کر دیتے ہیں جو ان کے مشائخ کی طرف سے ان کے لیے وقوع پذیر ہوئے خواہ مستخرج کتاب کے الفاظ کے مخالفت ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی لیے مستخرج میں موجود الفاظ کی نسبت مستخرج علیہ کتاب کی طرف کرنا جائز نہیں البتہ اگر الفاظ میں ان کا اتفاق معلوم ہو تو پھر درست ہے۔

آداب الشیخ والطالب
(شیخ اور تلمیذ کے آداب)

یُـقْبِلُ: ...... واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب افعال، بمعنی متوجہ ہونا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یُـوَقِّـرُ: ...... واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب وَقَّـر بروزن تفعیل، بمعنی عزت وتوقیر کرنا۔ ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

☆☆............☆☆

ضروری امور میں سے شیخ اور تلمیذ کے آداب کی معرفت بھی ہے، نیت کی درستگی، دل کو دنیوی مال ومتاع سے پاک رکھنا، علم پر عمل کرنا اور مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ رکھنے میں شیخ اور تلمیذ دونوں برابر کے شریک ہیں۔

شیخ کے آداب

۱۔ شیخ اس بات میں منفرد ہے کہ جب حدیث بیان کرنے کی مجلس میں آئے تو حاضرین کی طرف متوجہ ہو۔

۲۔ مجلس کا آغاز واختتام اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی ﷺ پر درود وسلام کے ساتھ کرے۔

۳۔ حاضرین میں سے اگر کوئی آواز بلند کرے تو اسے پست کرنے کا کہے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرنے کی مجلس کے وقت آواز بلند کرنا آپ کے پاس آواز بلند کرنے کی مثل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا ہے۔

۴۔ حدیث بیان کرنے کے دوران کسی کے لیے کھڑا نہ ہو اور نہ ہی کھڑا ہو کر اور نہ ہی جلدی جلدی اور نہ ہی راستے میں حدیث بیان کرے البتہ اگر کوئی ضرورت ہو تو پھر ٹھیک ہے۔

۵۔ بڑھاپے، خوف یا آنکھوں کی بینائی چلے جانے کے سبب یا کسی عارضہ کے وقت اسے اگر نسیان یا اختلاط کا اندیشہ ہو تو حدیث بیان کرنے سے رک جائے۔

صَرف تلمیذ کے آداب

مفرداتِ باب

اِجْلَال: ......مصدر باب اَجَــلَّ بروزن افعال، بمعنی تعظیم کرنا۔ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ہے۔

اِنْتِفَاع: ......باب افتعال سے مصدر، بمعنی نفع حاصل کرنا۔ ہفت اقسام سے صحیح ہے۔

یَعْتَنِیْ: ......واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف باب اِعْتَنیٰ بروزن افتعال، بمعنی اہتمام کرنا، پروا کرنا۔ ہفت اقسام سے ناقص یائی ہے۔

خُـذُوْا: ......جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف باب اَخَـذَ بروزن نصر، بمعنی پکڑنا۔ ہفت اقسام سے مہموز الفاء ہے۔

تُـطِیْقُوْنَ: ......جمع مذکر حاضر فعل مضارع معروف باب اَطَاقَ بروزن افعال، بمعنی طاقت رکھنا۔ ہفت اقسام سے اجوف واوی ہے۔

☆☆..........☆☆

۱۔ یہ صرف شاگرد کے آداب میں ہے کہ وہ اپنے شیخ کی تعظیم وتوقیر کرے، کیونکہ یہ علم کی عظمت اور اس سے مستفید ہونے کے اسباب میں سے ہے۔

۲۔ علم حاصل کرنے میں مکمل سعی وکوشش سے حیاء اور تکبر اسے نہ روکے اگرچہ اسی سے علم حاصل کرنا پڑے جو عمر، عزت وشرف اور نسب میں اس سے کم درجہ ہی ہو۔

۳۔ شیخ کی تند مزاجی پر صبر کرے۔

۴۔ اور علم کو ضبط وقید کرنے کا اہتمام کرے۔

۵۔ اپنی محفوظ روایات کا مذاکرہ کرے۔

٦۔ اور اپنے ذہن میں رسوخ پیدا کرنے کے لیے اہل علم سے بحث و مباحثہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حدیث کا مذاکرہ کیا کرو کیونکہ حدیث کا مذاکرہ اس کی زندگی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک گھڑی علم کا مذاکرہ کرنا ساری رات کو زندہ کرنے یعنی عبادت سے بہتر ہے۔

جناب زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ علم کی آفت نسیان اور مذاکرہ کی قلت ہے۔

٧۔ حدیث کے لیے تلمیذ کا حفظ بالتدریج یعنی تھوڑا تھوڑا ہونا چاہیے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ: "خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ" وہ اعمال کرو جن کی تم طاقت رکھتے ہو۔

٨۔ عبادات و آداب کے حوالے سے سنی ہوئی احادیث پر عمل کرے کیونکہ یہ حدیث کی زکوٰۃ اور اسے یاد کرنے کا سبب ہے۔

امام وکیع نے فرمایا: جب تم حدیث کو یاد کرنا چاہتے ہو تو اس پر عمل کرو۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: میں نے نہیں کوئی حدیث لکھی مگر اس پر عمل کیا ہے، یہاں تک کہ میرے سامنے حدیث آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی (پچھنے لگوائے) اور ابوطیبہ (سینگی لگانے والے) کو ایک دینار دیا تو میں نے بھی پچھنے لگوائے اور لگانے والے کو ایک دینار دیا۔

٩۔ حدیث کی معرفت اور سمجھ کے بغیر فقط سماع اور لکھنے پر ہی اکتفاء نہ کرے۔

١٠۔ بخاری و مسلم کو مقدم رکھے، پھر (بالترتیب) سنن ابی داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان کو اور پھر سنن الکبریٰ کو مدنظر رکھے۔ بعد ازاں مسند احمد کی طرح مسانید جوامع اور حدیث کے موضوع پر لکھی دیگر تمام کتب کو جن کی ضرورت ہے کو سامنے رکھے۔

پھر علل کو جیسا کہ امام احمد، دارقطنی اور ابن ابی حاتم کی کتاب ہے، اور اسماء الرجال میں

سے امام بخاری کی تاریخ کبیر اور تاریخ ابن ابی خثیمہ کی مثل کتب کو دیکھے۔ اسماء کے ضبط میں سے ابن ماکولا کی الاکمال اور غریب الفاظ پر لکھی گئی کتاب مثلاً النہایہ لابن اثیر کو پڑھے جبکہ پختگی تلمیذ کا شعار ہو۔

خاتِمَةٌ فِي اَنَّ السُّنَّةَ حجةٌ علي جميع الاُمَّةِ

(کتاب کا خاتمہ کہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث تمام امت پر حجت ہیں)

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر: ٥٩)

"رسول جو کچھ تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ (آل عمران: ٣١)

"کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو خود اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔"

مزید فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝﴾

(النساء: ٦٥)

"تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ آپس کے تمام جھگڑوں میں آپ ﷺ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں تو وہ اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور اچھی طرح

تسلیم کرلیں۔"

نیز فرمایا:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (النساء: ٥٩)

"پس اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرنے لگو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ٦٣)

"جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈر جانا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ آپڑے، یا انہیں کہیں دردناک عذاب نہ لپیٹ لے۔"

اس موضوع پر بے شمار آیات کریمات ہیں۔ ائمہ اربعہ اور تمام علماء ربانی کے ہاں رسول اللہ ﷺ کی سنت اس سے بلند و بالا اور عظیم ہے کہ کسی انسان کے قول کو اس پر مقدم سمجھا جائے وہ کوئی بھی ہو۔ سنت پر عمل کرنا بھی اس کی تعظیم و تکریم ہے۔

ابن عابدین نے المنظومہ کی شرح جس کا نام عقود رسم المفتی ہے میں کہا ہے کہ: امام ابوحنیفہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي" جب حدیث صحیح آجائے تو وہی میرا مذہب ہے۔

امام ابن عبدالبر نے بھی امام ابوحنیفہ اور دوسرے ائمہ سے ایسے اقوال نقل کیے ہیں۔

امام مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہر انسان کا کلام مقبول بھی ہوسکتا ہے اور مردود بھی ماسوائے رسول اکرم ﷺ کے (ان کی بات ہر صورت میں مقبول ہوگی)۔

امام شافعی سے مروی ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔ نیز فرمایا: اگر تم دیکھو کہ میری بات حدیث کی مخالفت کر رہی ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار

پردے مارو۔ نیز فرمایا: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس انسان کے سامنے سنت رسول ﷺ واضح ہو گئی کسی کے قول کی وجہ سے اس سنت کو ترک کرنا اس کے لیے حلال نہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے کسی شاگرد کو فرمایا: نہ میری تقلید کرنا اور نہ ہی مالک، اوزاعی اور نخعی وغیرہ کی بلکہ جہاں سے انہوں نے احکامات لیے تم بھی وہاں سے ہی لینا یعنی کتاب وسنت سے۔

شاہ ولی اللہ الدھلوی رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا: تحقیق وجستجو سے معلوم ہوا کہ چوتھی صدی ہجری تک کسی خاص امام کا مذہب اپنانے، اس کی فقہ حاصل کرنے یا اس کے قول کو نقل کرنے کی صورت میں لوگ خالص تقلید پر نہیں تھے۔ ان فضیلت والی صدیوں کے بعد ایسے لوگ ہوئے جو دائیں، بائیں بھٹکنے لگے اور چیونٹیوں کے رینگنے کی طرح تقلید، چپکے سے ان کے دلوں میں سرایت کر گئی اور انہیں شعور تک نہ ہوا۔

شاہ ولی اللہ نے شیخ عز الدین بن عبدالسلام سے نقل کرتے ہوئے لکھا: ان مقلد فقہاء پر بڑا تعجب ہے جو اپنے امام کے ضعیف ماخذ کا دفاع نہ کر سکنے کے باوجود اس کی اندھی تقلید کرنے پر ڈٹے رہتے ہیں۔ اور قرآن وسنت جس امام کی تائید کرتے ہیں اس سے بے رخی کرتے ہیں بلکہ اپنے امام کی طرفداری کرنے کے لیے قرآن وسنت کے ظاہری مفاہیم کو رد کرنے کے لیے مختلف قسم کے حیلے اور باطل تاویلیں تراشتے ہیں۔

عز الدین رحمہ اللہ نے مزید فرمایا: کسی مذہب کی تعیین کیے بغیر لوگ جس عالم سے چاہتے مسائل دریافت کرتے تھے اور کسی پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا، یہاں تک کہ مخصوص مذاہب اور ان متعصب مقلدین نے جنم لیا جنہوں نے اپنے اپنے ائمہ کے غیر شرعی مؤقف کی بھی ایسے انداز میں تقلید شروع کر دی گویا وہ ان کے نبی ہیں۔ حقیقت میں یہ حق سے دوری اور راہ راست سے بھٹکنا ہے اور کوئی عقلمند ایسی تقلید پر راضی نہیں ہوتا۔

امام ابن قیم نے "اعلام الموقعین" میں کہا: ہم اکثر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ جب کوئی حدیث ان کے امام کے مسلک کی موافقت کر رہی ہو اور اس حدیث کے راوی کا مؤقف اس

کے مخالف ہو تو وہ یہ قاعدہ پیش کرتے ہیں راوی کی روایت حجت ہوتی ہے نہ کہ اس کی اپنی رائے۔ لیکن جب راوی کی رائے کو اپنے امام کے مؤقف کے موافق اور اس کی حدیث کو امام کے مؤقف کے مخالف پاتے ہیں تو یہ کہہ دیتے ہیں: راوی نے اپنی حدیث کے کسی صحیح ناسخ کے ثبوت کی بنا پر اپنی حدیث کی مخالفت کی ہوگی۔ اگر ایسے تسلیم نہ کریں تو راوی کی عدالت میں جرح لازم آتی ہے۔ کبھی پہلا قاعدہ اور کبھی دوسرا استعمال کرتے ہیں بلکہ ایک ہی باب میں اس تناقض کا مشاہدہ کیا گیا ہے جو قبیح ترین تناقض ہے۔

ہم اللہ کے لیے جو مذہب اختیار کرتے ہیں، جس کے علاوہ اور کوئی مذہب جائز نہیں وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے اور کوئی دوسری حدیث اس کے معارض یا اس کے لیے ناسخ نہ ہو تو ہم پر اور پوری امت پر فرض ہے کہ اس حدیث کو اپنائیں اور اس کے مخالف ہر چیز کو ترک کر دیں۔

کسی آدمی کی مخالفت کی بناء پر ہم حدیث کو نہیں چھوڑیں گے وہ کوئی بھی ہو، اس حدیث کا راوی ہو یا کوئی دوسرا، کیونکہ ممکن ہے کہ راوی فتویٰ دیتے وقت حدیث بھول جائے یا اس مسئلہ پر حدیث کی دلالت کو نہ سمجھ سکے یا وہ اس کی کوئی مرجوح تاویل کرے یا اس کے گمان کے مطابق اس کی کوئی ایسی تعارض حدیث موجود ہو جو فی الحقیقت معارض نہیں یا وہ فتویٰ دینے میں کسی ایسے عالم کی تقلید کر رہا ہو جسے وہ اپنے سے زیادہ علم والا سمجھتا ہو۔ اور اس کا یہ خیال بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث اپنے سے قوی دوسری حدیث کے مخالف ہے۔ اگر ان تمام احتمالات کی نفی کر دی جائے تو یہ کہا جائے گا کہ راوی معصوم نہیں اگرچہ ان احتمالات کی نفی کا علم ہونا بلکہ گمان ہونا بھی ممکن نہیں۔

سعدی کی ''قاموس الشریعہ'' میں ہے جب صحابی کوئی حدیث رسول ﷺ تک مرفوعاً بیان کر دے اور اس کا علم اس شخص کو ہو جائے جس پر شرعی احکام لاگو ہو سکتے ہوں تو اس پر واجب ہے کہ اس حدیث پر عمل کرے، ہاں اگر بعد میں اسے کوئی ایسی حدیث مل جاتی ہے جو پہلی کی ناسخ ہو تو دوسری حدیث پر عمل کرے اور پہلی حدیث سے رجوع کر لے۔

شیخ صلاح الدین مدنی نے اپنی کتاب "ایقاظ الھمم" میں کہا آپ دیکھیں گے کہ بعض لوگ جب کوئی حدیث اپنے مذہب کے موافق پاتے ہیں تو وہ اس پر اتراتے ہیں۔ اس کے تابع ہو جاتے ہیں اور سر تسلیم خم کر دیتے ہیں لیکن جب ان کے مطالعہ میں کوئی ایسی حدیث آ جائے جو کسی صحیح حدیث کی معارضت اور نسخ سے محفوظ ہو لیکن کسی دوسرے امام کے مذہب کی تائید کر رہی ہے تو وہ بعید احتمالات کا دروازہ کھول کر پہلو تہی اختیار کرتے ہیں اور اپنے امام کے مذہب کے حق میں ترجیح کی وجوہات تلاش کرتے ہیں حالانکہ وہ مذہب صحابہ کرام و تابعین عظام اور نص صریح کے مخالف ہوتا ہے۔

جب ایسی صفات سے متصف انسان کسی کتاب کی شرح لکھتا ہے تو اپنے مذہب کے مخالف احادیث کی تحریف کرتا ہے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو بغیر دلیل کے ان کے نسخ کا یا کسی کا خاصہ ہونے کا یا ان کے غیر معمول بہ ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے یا جو کچھ بیمار متعصب ذہن میں آتا ہے کہہ گزرتا ہے۔

اگر کوئی یہ بھی نہ کر سکے تو یہ دعویٰ کر بیٹھتا ہے کہ میرا امام تمام یا اکثر روایات پر مطلع تھا لہٰذا اس نے اس حدیث کو ترک نہیں کیا ہو گا مگر اس کی عظیم الشان رائے کے مطابق اس حدیث میں کوئی طعن ہو گا، اس طرح اپنے مذہب کے علماء کو رب قرار دیتے ہیں۔ ان کے مناقب و کرامات بیان کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کی مخالفت کرنے والا راہ راست کی موافقت کرنے والا نہیں۔

اگر کوئی علماء سنت میں سے ایسے متعصب مقلد کی خیر خواہی کرے تو یہ اسے اپنا دشمن تصور کرتا ہے گو کہ وہ اس نصیحت سے قبل اس کا دوست ہی ہو۔ اگر اسے اپنے مذہب کی کوئی ایسی مشہور کتاب حاصل ہو جائے جو اس کی خیر خواہی رائے اور تقلید کی مذمت پر مشتمل ہو اور احادیث کی پیروی پر ابھارے تو یہ ایسی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیتا ہے اور اس کے امر و نہی کی کوئی پروا نہیں کرتا نیز اسے بالکل ترک کر دیتا ہے۔

شیخ فلانی نے اپنے شیخ محمد حیات سندھی سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: یہ بات ثابت

ہو چکی ہے کہ علماء کی اصطلاح کے مطابق تمام صحابہ مجتہد نہ تھے۔ بعض شہری تھے اور بعض دیہاتی۔ نیز کئی صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے محض ایک حدیث سنی تھی یا آپ ﷺ کے ساتھ فقط ایک مجلس طے کی، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر صحابی نے نبی ﷺ سے یا دوسرے صحابی سے ایک حدیث ہی سنی وہ اس پر اپنے فہم کے مطابق عمل کرتا خواہ مجتہد تھا یا نہیں۔

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں اس قسم کی کوئی بات معروف نہیں تھی کہ کسی غیر مجتہد صحابی نے سنی ہوئی روایات کے متعلق کسی مجتہد صحابی کی طرف رجوع کیا ہو۔

ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کی تقریری حدیث کے مطابق غیر مجتہد صحابی کے لیے حدیث پر عمل کرنا جائز قرار دیا گیا اور اجماع صحابہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اگر عمل کرنے کی یہ رخصت نہ ہوتی تو خلفاء راشدین غیر مجتہد دیہاتی صحابہ کو حکم دیتے کہ اس وقت تک نبی کریم ﷺ سے براہِ راست ملی ہوئی حدیث یا بالواسطہ ملی حدیث پر عمل نہ کریں جب تک اسے مجتہدین پر پیش نہ کرلیں لیکن ایسی بات کا نہ کوئی وجود ہے اور نہ ہی نشان۔

فرمانِ باری تعالیٰ کا یہی مفہوم ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷)

"رسول جو کچھ تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔"

شیخ فلانی نے "ایقاظ الهمم" میں کہا ہمارے اساتذہ کے شیخ محقق ابوالحسن سندی نے فتح القدیر پر اپنے حاشیہ میں فرمایا: عام آدمی کے حق میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کسی معین مذہب کا پابند رہے کیونکہ وہ زیادہ درست و بہتر بات تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا بلکہ اس پر واجب ہے کہ جس عالم کو دین میں معتبر سمجھتا ہے اس کے قول پر عمل کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (الانبیاء: ۷)

"اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ لو۔"

بحر الرائق میں لکھا ہے: مجتہد جو بھی ہو تقلید جائز ہے اور اگر عصر حاضر کی طرح مذاہب کو

مدون کر دیا جائے تو اس کے لیے اپنے مذہب کو چھوڑنا لازم ہے۔ شیخ محمد حیات سندھی نے فرمایا: اسی مذکورہ بات پر کتاب وسنت اور سلف وخلف کے جید علماء کے اقوال دلالت کرتے ہیں اور اس کے مخالف قول کا کوئی اعتبار نہ رکھا جائے گا کیونکہ ہر وہ جو کتاب وسنت اور دین کے قائد علماء کے قول کے مخالف ہوگا وہ مردود قرار پائے گا۔

میرے خیال کے مطابق ایسے قول کا قائل علم سے محروم اور سخت متعصب ہے بس اللہ تعالیٰ اس چیز کی توفیق دیتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے اور جس سے راضی ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے قول کی موجودگی میں کسی کے قول کی کوئی اہمیت نہیں وہ کوئی بھی ہو اور جس سے مرضی تعلق رکھتا ہو اس کی کوئی پروا نہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کی نہر چل پڑتی ہے تو عقل کی نہر باطل ہو جاتی ہے، اسی کے ساتھ مکمل ہوا جسے جمع کرنے کا ہمارا ارادہ تھا اور آخر میں ہم دعا گو ہیں: یا اللہ تو ہمیں حق پہنچانے کی اور اس کی اتباع کی توفیق دے، ہمارے سامنے باطل کو باطل کی صورت میں لا کھڑا کر اور اس سے بچنے کی توفیق دے۔ اے اللہ اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ پر، ان کی آل اور ان کے صحابہ پر رحمت نازل فرما اور بہت زیادہ سلامتی بھیج۔ آمین!

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل جملوں میں سے غلط اور صحیح کی نشاندہی کیجیے:

۱۔ سماع اور اسماع حدیث میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۔ حدیث کا مذاکرہ اس کی زندگی ہے۔

۳۔ کسی چیز کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔

۴۔ بھول جانے کی آفت نسیان ہے۔

۵۔ چوتھی صدی کے بعد تقلید کی وبا عام ہوئی۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے:

۱۔ حدیث پر اعراب لگانے کی کیا اہمیت ہے؟

۲۔ موجودہ دور میں حاشیہ لگانے کا کون سا طریقہ مروج ہے؟

۳۔ سند کی بنسبت زیادہ توجہ متون کی طرف کیوں ہونی چاہیے؟

۴۔ الجوامع کس کتاب کو کہا جاتا ہے؟

۵۔ المسند کس کتاب کو کہا جاتا ہے؟

۶۔ المعجم کس کتاب کو کہا جاتا ہے؟

۷۔ العلل کس کتاب کو کہا جاتا ہے؟

۸۔ الاجزاء کس کتاب کو کہا جاتا ہے؟

۹۔ الاطراف کس کتاب کو کہا جاتا ہے؟

۱۰۔ المستدرکات کس قسم کی کتب کو کہا جاتا ہے؟

۱۱۔ المستخرجات کس قسم کی کتب کو کہا جاتا ہے؟

۱۲۔ آداب الشیخ والسامع تحریر کیجیے۔

۱۳۔ اگر صحابی کا فتویٰ اس کی بیان کردہ حدیث کے خلاف ہو تو فتویٰ قبول کیا جائے گا یا حدیث قبول کی جائے گی؟ اور وجہ بھی بیان کیجیے۔

مندرجہ ذیل سوالات پر بالتفصیل روشنی ڈالیے:

۱۔ قرآن مجید کی روشنی میں حدیث کی حجیت پر نوٹ تحریر کیجیے۔

۲۔ ائمہ کرام رحمہم اللہ کے اقوال کی روشنی میں تقلید کی حیثیت واضح کیجیے۔

من أطيب المنح في علم المصطلح

جس طرح گرائمر کے بغیر عربی سمجھنا دشوار ہے بعینہٖ علم حدیث میں مہارت تامہ، اصولِ حدیث میں کماحقہ دسترس رکھے بغیر ناممکن ہے۔

اصولِ حدیث پر بہت سی کتب لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے سب سے مختصر، جامع اور آسان کتاب ''اطیب المنح'' ہی ہے۔

انہی خوبیوں کی وجہ سے اہم مدارس میں شاملِ نصاب ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے عام آدمی مستفید نہیں ہوسکتا تھا۔ اسی لیے اس کو اردو قالب میں ڈھالا گیا ہے۔

اس کتاب کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

★ ......عربی عبارت کو مدنظر رکھتے ہوئے بے حد آسان اور عام فہم لفظی و بامحاورہ ترجمہ کا التزام کیا گیا ہے۔

★ ...... ہر بحث سے پہلے مفردات باب کے نام سے مشکل الفاظ کے معانی و صیغے حل کیے گے ہیں تاکہ قاری کو بات سمجھنے میں آسانی ہو۔

★ ......طلباء کے لیے مشقی سوالات مختلف انداز میں ترتیب دیئے گئے ہیں۔

★ ......ان تمام خصوصیات کے علاوہ یہ کہ محترم و مکرم معلمین کے لیے بھی بڑی راہنمائی ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

دار الكتب السلفية

DARUL KUTUB AL-SALAFIYYAH

+92 42 373 61 505, +92 372 44 404

+92 333 43 34 804, +92 324 43 36 123

dk.salafiyyah@gmail.com

dk.salafiyyah@hotmail.com

بادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور